نمبر ۲۲ | ۲۷ ربیع الثانی ۱۳۵۲ھ | یوم یکشنبہ | مطابق ۲۰ اگست ۱۹۳۳ء | جلد ۲۱

مدینۃ المسیح

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے متعلق ۱۴ اگست کی اطلاع جو ۱۷ کو موصول ہوئی، مظہر ہے۔ کہ حضور ۱۳ اگست کو منالی سے کلو اور پھر پالم پور واپس تشریف لے آئے۔ حضور کی طبیعت ان دنوں بواسیر کے دورہ کی وجہ سے علیل رہی۔ احباب دعائے صحت فرمائیں :۔

حضرت صاحبزادہ میرزا بشیر احمد صاحب ایم۔ اے بعارضہ بخار اور درد نقرس علیل ہیں۔ صحت کے لئے دعا کی جائے :۔

جناب سید زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحب ناظر دعوت و تبلیغ پونچھ کے دورہ سے واپس تشریف لے آئے ہیں :۔

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

(فرمودہ ۲۰ اگست ۱۹۰۷ء)

باپ کی دعا اولاد کے متعلق

فرمایا "باپ کی دعا اپنی اولاد کے لئے منظور ہوتی ہے"۔

سید کیلئے زکوٰۃ

فرمایا "اصل میں منع ہے۔ اگر اضطراری حالت ہو۔ فاقہ پر فاقہ ہو۔ تو ایسی مجبوری کی حالت میں جائز ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے الا ما اضطررتم الیہ حدیث سے فتویٰ تو یہ ہے۔ کہ نہ دینی چاہیئے۔ اگر سید کو اور قسم کا رزق آتا ہو۔ تو اسے زکوٰۃ لینے کی ضرورت ہی کیا ہے۔ ہاں اگر اضطراری حالت ہو تو اور بات ہے :۔

(الحکم ۲۴ اگست ۱۹۰۷ء)

احمدیہ کور ٹریننگ کلاس کے متعلق اعلان

گزشتہ سال یکم ستمبر کو قادیان میں فوجی سکھلائی کے لئے جو کلاس کھولی گئی تھی۔ اور جس میں بیرونی جماعتوں کے بہت سے نوجوانوں نے شمولیت کی تھی۔ وہ اس سال پھر یکم ستمبر سے تین ہفتہ کے لئے ۲۱ ستمبر تک کھولی جائے گی۔ انشاء اللہ تعالےٰ۔ ۳۱ اگست تک ان نوجوانوں کو جنہوں نے گزشتہ سال ٹریننگ حاصل کی تھی۔ نیز نئے نوجوانوں کو قادیان پہونچ جانا چاہیئے۔ خاص کر جن جماعتوں کے نوجوان گزشتہ سال نہیں آسکے تھے۔ انہیں اس دفعہ ضرور بھیجنے چاہئیں۔ ٹریننگ کے لئے مقررہ وردی جو معمولی خرچ سے تیار ہوسکتی ہے۔ رسی۔ لاٹھی۔ اور چاقو کی ضرورت ہوگی۔ یہ چیزیں قیمتاً مہیا کر دی جائیں گی۔ رہائش اور کھانے کا انتظام گزشتہ سال کی طرح سلسلہ کی طرف سے ہوگا۔ جس کا کوئی خرچ نہ لیا جائے گا۔ بستر اپنا ساتھ لانا چاہیئے۔ غرض نوجوانوں کو ۳۱ اگست تک قادیان پہونچ جانا چاہیئے :۔

خاکسار میرزا شریف احمد۔ انچارج ورزش جسمانی۔ قادیان

جناب چودہری ظفر اللہ خان صاحب کا سفر امریکہ

امریکہ میں تبلیغی دورہ کرنے کا ارادہ

لنڈن کی مذہبی و سیاسی خدمات کا مختصر ذکر

مولانا عبد الرحیم صاحب درد - ایم - اے امام مسجد احمدیہ لنڈن اپنے تازہ مکتوب میں لکھتے ہیں۔

احباب یہ سنکر خوش ہونگے۔ کہ مکرمی چودھری ظفر اللہ خاں صاحب گورنمنٹ کی طرف سے کینیڈا تشریف لے جارہے ہیں۔ وہاں ٹورنٹو میں British Common Wealth Relation Conference. میں شریک ہونگے۔ میں نے مولوی مطیع الرحمن صاحب ایم - اے - اور مولوی یعقوب خاں صاحب احمدی مبلغین امریکہ کو اطلاع کر دی ہے۔ کیونکہ چودہری صاحب کا ارادہ ہے۔ کہ کینیڈا سے United States. کا بھی ایک مختصر ٹرپ کریں۔ یہ ٹرپ جہاں تک میں سمجھتا ہوں۔ محض تبلیغی اغراض پر مبنی ہے۔ لوگ مغربی ممالک میں آکر عموماً عیش و عشرت کی طرف مائل ہو جاتے ہیں۔ اور بہت سے دین کو بھی خیر باد کہہ دیتے ہیں۔ مگر یہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا طفیل ہے۔ کہ حضورؑ کے خدام خواہ وہ کیسے ہی حالات میں ہوں۔ اور دنیا کے کسی گوشے میں چلے جائیں۔ اپنے آپ کو دین کے ادنےٰ خادم ہی یقین کرتے ہیں۔ اوران کی خواہش اور کوشش ہوتی ہے۔ کہ کسی طرح اعلائے کلمۃ اللہ کے کام میں حصہ لے سکیں۔ اگلے دن امام مسجد ووکنگ جناب چودہری صاحب کے دینی شغف کی بے حد تعریف فرما رہے تھے:۔

سیاسی اور دینی خدمات

چودہری صاحب کو یہاں آئے تین ماہ کے قریب ہوئے ہیں۔ جائنٹ سلیکٹ کمیٹی - اور ریزرو تنک کمیٹی میں برابر شمولیت فرما رہے ہیں۔ اور مسلمانوں کے مفاد کو نہایت قابلیت سے تقویت پہنچا رہے ہیں۔ اس کے ساتھ ہی اس عرصہ میں انہوں نے مسجد میں تشریف لاکر چار لیکچر دیئے۔ علاوہ ازیں جہاں بھی انہیں موقعہ ملا۔ انہوں نے اسلام کی تبلیغ میں حصہ لیا۔

فضیلت اسلام پر شاندار لیکچر

پچھلے دنوں نیشنل لیگ نے ممبران پارلیمنٹ کے لئے مسلمان مندوبین کے لیکچر کرائے۔ ہز ہائی نس آغا خاں نے اسلامی ممالک کی اہمیت کو مختلف پہلوؤں سے واضح کیا۔ ایک صاحب نے اس بات پر زور دیا۔ کہ مسلمانان ہند انگریزوں کے وفادار ہیں۔ اور جیسا انہوں نے پہلے وفاداری کا اظہار نہایت نازک حالات میں کیا ہے۔ ویسا ہی اب بھی اپنے آپ کو وفادار ثابت کرنے کے لئے تیار ہیں۔ سر محمد یعقوب صاحب نے اپنے علم کے مطابق کچھ اسلام کی تعلیم کا ذکر کیا۔ مگر جناب چودہری صاحب نے خالصتہً اسلامی تعلیم متعلق زکوٰۃ - سود - اخوت وغیرہ کی فضیلت نہایت علمی رنگ میں وضاحت اور عمدگی سے پیش کی۔ اس کی مختصر رپورٹ یافا کے ایک عربی اخبار میں چھپی ہے۔ جو میں ذیل میں درج کرتا ہوں:۔

اخبار "الجامعۃ الاسلامیۃ" کا نوٹ

اخبار مذکور اپنے ۱۲ جولائی کے پرچہ میں بعنوان الاسلام فی البرلمان الانکلیزی" لکھتا ہے:۔

"عقد فی احدی غرف البرلمان البریتانی منذ ثلاثة ایام اجتماع حضرہ غیر قلیل من اللوردات واعضاء مجلس العموم وجماعة "العصبة الوطنية" لاستماع خطب من بعض اصحاب المقامات من الهنود المسلمین الذین جاؤا الی لندن فی ھذہ الایام لیشترکوا فی ابحاث اللجنة المشترکة التی تقرر نظام الھند فی المستقبل وقد رأس الاجتماع "لورد دربی" وقد کان حاکما للھند قبل سنوات - وبدأ الخطب صاحب السمو آغا خان وتبعه الدکتور شفاعت احمد خان وسر محمد یعقوب والسید ظفر اللہ خان وکان موضوع الخطب "الاسلام وطریقة حله للمشاکل التی تنتاب العالم ھذہ الایام" والحق ان السید ظفر اللہ خان - وقد کان وزیرا للمعارف فی الھند - ھو وحدہ الذی حصر کلامه فی الموضوع الذی اجاد تقدیم الموضوع الذی اعلن الاجتماع من اجله وھو ایضاً وحدہ الذی اجاد تقدیم الموضوع اجادۃ اعجب بھا الحاضرون من بریتانیین ومسلمین۔

وقد قدم السید ظفر اللہ خان الاسلام للمستمعین من وجھته الاقتصادیة فقال ان النظریة الاقتصادیة الاسلامیة تختلف عن النظریة الاقتصادیة الغربیة بیانا لیست الملکیة فی الاسلام مطلقة لاحد بل ھی مشاعة بین الجمیع، وان الاسلام یقرر شرف العمل کما یقرر "حق" اشتراك الفقیر فی اموال الغنی واستند فی تقریر ھذا المبدأ الاخیر الی آیة "والذین فی اموالھم حق معلوم للسائل والمحروم"

وختم المحاضر المجید کلمته بان صرح ان النظام الاقتصادی الغربی یساورہ الآن القلق وان خیر وسیلة لاقرار الامور فی العالم انما ھی فی الاخذ بنظریات الاسلام الاقتصادیة التی تقضی علی کثیر من التحکمات والفوضی ۔ محمود عزامی ۔

ترجمہ

حال ہی میں انگریزی پارلیمنٹ کے ایک حصہ میں بعض ان مسلمان اصحاب کے لیکچر ہوئے۔ جو ہندوستان سے جائنٹ سلیکٹ کمیٹی کے مباحث میں شریک ہونے کیلئے تشریف لائے ہیں۔ یہ جائنٹ سلیکٹ کمیٹی ہندوستان کے آئندہ آئین اساسی کو ترتیب دینے اور نظام حکومت کا ڈھانچہ تیار کرنے کیلئے سرگرم عمل ہے اس جلسہ میں غیر معمولی طور پر لارڈز - ہاؤس آف کامنز کے ممبران اور بعض دیگر معززین نے شمولیت کی۔ لارڈ ڈربی جو آج سے کئی سال پیشتر ہندوستان میں افسر رہ چکے ہیں صدر جلسہ تھے۔ سب سے پہلے سر آغا خاں نے اور بعد ازاں ڈاکٹر شفاعت احمد خاں سر محمد یعقوب اور السید ظفر اللہ خاں نے تقاریر کیں۔ ان تمام کے خطبات کا موضوع یہ تھا۔ کہ اسلام اُن مشکلات کا کیا حل پیش کرتا ہے۔ جو موجودہ دور میں رونما ہو رہی ہیں لیکچر تو سب نے دیئے۔ مگر حق یہ ہے۔ کہ السید ظفر اللہ خاں جو حکومت ہند کے وزیر تعلیم رہ چکے ہیں۔ انہوں نے اپنے اصل موضوع پر نہایت خوبی اور سلاست کے ساتھ تقریر فرمائی۔ اور انہی کی ایک تقریر ایسی تھی جس میں مقررہ موضوع پر نہایت عالمانہ انداز میں بحث تھی۔ آپ نے اپنی تقریر سے یوروپین اور مسلمان دونوں طبقوں کو محظوظ کیا۔ السید ظفر اللہ خاں صاحب نے اپنی تقریر میں موجودہ اقتصادی بدحالی پر تبصرہ کرتے ہوئے یہ بھی کہا۔ کہ اقتصادیات کے متعلق جو اسلام نے نظریہ پیش کیا ہے۔ وہ مغربی ماہرین اقتصادیات کے نقطۂ نگاہ سے بالکل مغائر ہے۔ کیونکہ اسلام کاملاً کسی ایک شخص کو تمام اموال کا مالک نہیں سمجھتا بلکہ وہ اموال میں تمام لوگوں کو شریک سمجھتا۔ اور ان کا حق اپنے اموال میں سے دینے کی تاکید کرتا ہے۔ اور اغنیاء کو تاکید کرتا ہے۔ کہ وہ فقراء کا خیال رکھیں۔ آپ نے اس مضمون کے لئے آیت کریمہ وفی اموالھم حق للسائل والمحروم سے استدلال کیا خاتمۂ تقریر پر آپ نے نہایت صراحت سے یہ امر بیان کیا۔ کہ مغرب کو اقتصادی نظام میں جو پیچیدگیاں اور مشکلات درپیش ہیں۔ اُن کا بجز اس کے کوئی حل نہیں۔ کہ وہ اسلامی اصول کو خضر راہ بنائے۔ جو بے شمار حکمتوں اور مصالح پر مبنی ہیں۔ اور جن پر عمل کرنے سے ہمیشہ کامیابی ہوتی ہے:۔

مسلمانانِ فلسطین کی حمایت

فلسطین کے مسلمانوں کی حمایت اور ان کے حقوق کی حفاظت کے لئے وزیر ہند اور وزیر نو آبادیات اور دیگر افسران سے کئی مرتبہ ملاقات کرکے گفتگو فرما چکے ہیں۔ اور ان کا ارادہ ہے۔ کہ واپسی پر اسلامی ممالک کے حالات کا بچشم خود بھی مطالعہ فرمائیں۔

غرباء سے حُسنِ سلوک

یہاں ان کا عموماً یہ طریق رہا ہے۔ کہ اگر کسی صاحب نے آپ سے ملاقات کی خواہش کی۔ تو ان سے مسجد احمدیہ کے پتہ سے ملاقات کا وقت مقرر کرتے رہے۔ جس کا نتیجہ یہ ہوتا تھا۔ کہ ملاقات کے لئے آنے والوں کو مشن کے کام سے بھی آگاہی اور دلچسپی پیدا ہوتی تھی۔ نومسلموں کے ساتھ نہایت محبت سے ملتے۔ خاصکر غریب نومسلموں سے ملنے میں بہت مسرت محسوس کرتے۔ چند دن ہوئے۔ آپ مسجد میں تشریف لائے۔ تو میں نے ذکر کیا۔ کہ مسٹر جنکس بیمار ہے۔ اور آج یہاں نہیں آئیگا۔ اس پر فرمایا پھر میں اس کی عیادت کے لئے اس کے گھر جاؤنگا۔ مسٹر جنکس کا خاندان ایک غلیظ حصہ میں رہتا ہے۔ اور نومسلموں میں سے غریب ترین خاندان ہے۔ لیکن اس سے پہلے دو مرتبہ جناب چودہری صاحب ان کے ہاں تشریف لیجا چکے تھے۔ چودھری صاحب نے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
الفضل
نمبر ۲۲ | قادیان دارالامان مورخہ ۲۷ ربیع الثانی ۱۳۵۲ھ | جلد ۲۱

ہندوؤں کی حکومت کو دھمکیاں

ہندوستان میں بد امنی پھیلانے کے ارادے

وزیر اعظم کا فیصلہ اور ہندو

فرقہ وار فیصلہ کے متعلق حکومت برطانیہ پر چونکہ ہندوؤں کی غیر معقول روش ظاہر ہو چکی تھی۔ اور ہندوؤں کو بھی معلوم ہو چکا تھا۔ کہ ان کی دیرینہ خواہشات اور اقلیتوں کے متعلق ان کے منصوبے پورے نہ ہونگے۔ اس لئے وزیر اعظم کے فیصلہ سے قبل ہی اس کے خلاف شور مچا دیا۔ اور اس کے شائع ہونے کے بعد تو انہوں نے کھلم کھلا کہنا شروع کر دیا۔ کہ اسے کسی صورت میں نافذ نہ ہونے دیا جائے گا۔ حالانکہ وزیر اعظم نے اس میں یہ گنجائش رکھ دی تھی۔ کہ اگر متعلقہ اقوام باہمی سمجھوتہ سے کوئی نیا فیصلہ حکومت کے سامنے پیش کریں تو اعلان کردہ فیصلہ کی بجائے اسے نافذ کر دیا جائیگا۔ اور جب گاندھی جی کی فاقہ کشی سے مجبور ہو کر ہندوؤں نے اچھوتوں کی رضامندی حاصل کر لی۔ اور معاہدہ پونا تجویز ہو گیا۔ تو وزیر اعظم نے بذریعہ تار اس کی منظوری دے دی۔

مسلمانوں کے ساتھ سمجھوتہ کرنے سے گریز

اگرچہ اب اس معاہدہ کو بھی پرزہ پرزہ کر دینے کی کوشش کی جا رہی ہے۔ جس سے ہندوؤں کی خود غرضی اور مطلب پرستی کے علاوہ ان کی نیت کی خرابی بھی نمایاں ہے۔ مگر اس میں کوئی شبہ نہیں۔ کہ وزیر اعظم نے اپنے فیصلہ میں ترمیم کر دینے کے متعلق جو شرط پیش کی تھی۔ اسے جب اچھوتوں کے متعلق پورا کر دیا گیا۔ تو انہوں نے اپنے فیصلہ میں فوراً ترمیم کر دی۔ اور اگر ہندو اسی طرح مسلمانوں کے ساتھ بھی کوئی فیصلہ کر لیتے۔ تو اسے بھی یقیناً منظور کر لیا جاتا۔ لیکن اس کی طرف انہوں نے توجہ نہ کی۔ حتےٰ کہ ان مسلمانوں نے جنہیں ہندوؤں نے قوم پرست کا خطاب دے رکھا ہے۔ اور جو جمہور مسلمانوں سے علیحدہ ہو کر ہندوؤں کی ہاں میں ہاں ملاتے رہتے ہیں۔ سمجھوتہ کے لئے خود تحریک کی۔ لیکن اس کا جو انجام ہوا۔ وہ ظاہر ہے کہ ان نیشنلسٹ مسلمانوں کو بھی ہندوؤں نے صاف جواب دے دیا۔ اور اعلان کر دیا۔ کہ مسلمانوں کی کسی پارٹی سے وہ کسی قسم کا سمجھوتہ کرنے کے لئے تیار نہیں۔

فرقہ وار فیصلہ میں ترمیم کی کوشش

ظاہر ہے۔ کہ ان حالات میں وزیر اعظم کے فیصلہ کا جہاں تک مسلمانوں کے ساتھ تعلق ہے۔ اس میں کوئی ترمیم نہیں ہو سکتی۔ لیکن ہندو سر توڑ کوشش کر رہے ہیں۔ کہ اس میں حسب منشاء ترمیم کرا لیں۔ چنانچہ جائنٹ سلیکٹ کمیٹی میں باوجود وزیر ہند۔ اور نائب وزیر ہند کے حکومت کی پوزیشن کو واضح کر دینے کے ہندو نمائندوں نے وزیر اعظم کے فیصلہ میں تغیر کرنے کا سوال اٹھایا۔ اس موقعہ پر جناب چودہری ظفر اللہ خاں صاحب اور دیگر مسلمان نمائندوں نے صاف طور پر کہہ دیا۔ کہ وہ یہ سمجھ کر سلیکٹ کمیٹی میں شریک ہوئے ہیں۔ کہ وزیر اعظم کے فیصلہ میں کوئی ترمیم نہ کی جائے گی۔ اگر انہیں یہ معلوم ہوتا۔ کہ مسلمانوں کے منشاء کے خلاف اس میں تغیر و تبدل کیا جا سکتا ہے۔ تو وہ شریک ہی نہ ہوتے۔ اس باموقعہ آواز نے بھی ہندو لیڈروں کو اپنے ارادوں میں ناکام بنانے میں حصہ لیا۔ اور انہیں صاف جواب دے دیا گیا۔ کہ فرقہ وارانہ سمجھوتہ میں تغیر نہیں کیا جا سکتا۔

مسٹر چیٹرجی کی دھمکی

اس پر ہندو نمائندوں نے جائنٹ سلیکٹ کمیٹی کے اندر اور باہر دھمکیاں دینی شروع کر دیں۔ اور یہ کہنے لگ گئے۔ کہ پنجاب اور بنگال میں وہ نہ صرف نیا آئینی دستور چلنے نہ دینگے۔ بلکہ بد امنی پھیلائینگے۔ چنانچہ بنگال کے متعلق مسٹر چیٹرجی جائنٹ سلیکٹ کمیٹی میں یہ دھمکی دے چکے ہیں۔ کہ اگر فرقہ وار فیصلہ اور معاہدہ پونا کو ہندوؤں کی خواہش کے مطابق بدل نہ دیا گیا۔ تو اونچی جاتیوں کے ہندو کثیر تعداد میں دہشت انگیزی شروع کر دیں گے۔ اور حکومت کے لئے امن قائم رکھنا محال بنا دیں گے۔

بھائی پرمانند کی دھمکی

بھائی پرمانند نے لنڈن میں تقریر کرتے ہوئے کہا:-

"آج وزیر اعظم اس زہر کا بیج دیدہ دانستہ ملک ہند کی سرزمین میں کمیونل ایوارڈ اور وائٹ پیپر کے روپ میں بو رہے ہیں۔ اور پھر امید کرتے ہیں۔ کہ اس شرارت کے بیج سے ملک ہند میں امن و امان قائم رہے گا۔ یہ کیونکر ہو سکتا ہے۔" (ملاپ ۱۲ اگست)

پھر کہتے ہیں:-

"جس ملک ہندوستان کے ۷۵ فیصدی ہندو یعنی تین چوتھائی کل ملک کی آبادی کو ناانصافی کے ذریعہ اپنا دشمن بنا رہے ہیں۔ تو کیونکر ہندو قوم سے آپ امید رکھ سکتے ہیں۔ کہ وہ انگلستان کی نیک نیتی پر اعتماد کرے گی۔ اور انگریزوں سے تعلق رکھنا گوارا کرے گی۔ لہٰذا میں ڈنکے کی چوٹ بتلا کر متنبہ کرنا چاہتا ہوں۔ کہ ہندو قوم کے حقوق کو ایسی بے دردی سے پامال کر کے انگریز ملک میں اگر امن قائم رکھنا چاہیں۔ تو ناممکن ہے۔"

"حاصل کلام یہ کہ اگر یہی سلسلہ رہا۔ اگر اسی طرح سے انگریز مدبر مسلمانوں کے آگے جھک کر ان کو بیجا و بے جا رعایات دیتے چلے گئے۔ اور یہی فرقہ وارانہ تخم ریزی اس سرزمین ہند میں ہوتی رہی۔ تو ہندوستان کی اسمبلی فرقہ وارانہ پہلوانوں کا دنگل ہو گا۔ ملک میں وہ اودھم برپا ہو گا۔ جس کو خود گورنران اور گورنر جنرل تابو میں نہ لا سکیں گے۔ اور جس انڈو انگلش سلطنت کی بنیاد کے لئے یہ کوشش کی جا رہی ہے۔ وہ بھی ہرگز پوری نہ ہو گی۔ آپ تین چوتھائی ملک کی آبادی یعنی ۷۵ فیصدی ہندوؤں کو ناراض رکھ کر ہندوستان میں امن نہیں رکھ سکتے۔ ابھی وقت ہے۔ کہ اس خرابی کو روکا جائے۔"

ہندوؤں کے ارادے

گویا صاف اور کھلے الفاظ میں حکومت کو دھمکی دی جا رہی ہے۔ کہ وہ یا تو ہندوؤں کو راضی کرے۔ جس کی یہی صورت ہے کہ مسلمانوں کو ان کے حوالے کر دے۔ تاکہ وہ جو چاہیں۔ ان سے سلوک کریں۔ ورنہ وہ ہندوستان میں ایک طرف تو حکومت انگریزی کا تختہ الٹ کر رکھ دینگے۔ اور دوسری طرف مسلمانوں کا نام و نشان مٹا دیں گے۔ یہ تو واقعات بتائیں گے۔ کہ ہندو ان دھمکیوں میں کہاں تک کامیابی حاصل کریں گے۔ لیکن اس قسم کے اعلانات سے اس بغض و عناد کا اندازہ ضرور لگ سکتا ہے۔ جو ان کے دلوں میں حکومت اور مسلمانوں کے خلاف پایا جاتا ہے۔ اور صاف ظاہر ہے۔ کہ اگر ان کے بس میں ہو۔ تو وہ ایک لمحہ بھی ہندوستان کے امن کو برباد

کرکے حکومت کے نظام کو درہم برہم کرنے۔ اور کشت و خون کا بازار گرم کرنے میں تو توقف نہ کریں ؛

ہندوؤں کی امن شکنی

اس بات کی تائید ان شرمناک واقعات اور دردناک حادثات سے بھی ہوتی رہتی ہے۔ جن کا ارتکاب انگریز اور مسلمان سرکاری افسروں کو قتل کرنے کے متعلق ہندو انقلاب پسند نوجوان کرتے رہتے ہیں۔ اور جن کی عام طور پر ہندوؤں کی طرف سے حوصلہ افزائی ہوتی رہتی ہے۔ لیکن ان کے علاوہ وہ لوگ جو اپنے آپ کو عدم تشدد کے حامی کہتے ہیں۔ اور بظاہر کشت و خون۔ اور بدامنی و بغاوت کو اپنے اصول کے خلاف بتاتے ہوئے اس سے علیحدگی کا اظہار کرتے ہیں۔ وہ بھی اس لئے علیحدہ نہیں کہ ان کے دل میں خونریزی۔ اور بدامنی پھیلانے کی خواہش نہیں بلکہ اس لئے۔ کہ وہ اپنے آپ میں اس کے لئے طاقت نہیں پاتے۔ اور یہ سمجھتے ہیں۔ کہ حکومت کا مسلح مقابلہ کرکے کامیابی حاصل کرنا ناممکن ہے۔ ورنہ تباہی و بربادی۔ ہلاکت اور خونریزی کا سیلاب بہانے میں ذرا بھی توقف نہ کریں۔ اور ان کے عدم تشدد کے دعوے کی حقیقت فوراً ظاہر ہو جائے ؛

گاندھی جی کا اعلان

یہ ہمارا ہی خیال نہیں۔ بلکہ عدم تشدد کے ذریعہ کامیابی حاصل کرنے کے دعویدار گاندھی جی کا بھی یہی خیال ہے۔ چنانچہ انہوں نے اپنی حال کی گرفتاری سے چند روز قبل سیاسی معاملات کے متعلق جو بیان شائع کیا۔ اس میں لکھا۔

"ناگہانی تشدد کا آتش فشاں پہاڑ پھٹ جانے کا خطرہ ہر وقت موجود ہے۔ جب تک لوگوں کے دلوں میں تشدد کی بیخ کنی نہیں کر دی جاتی۔ مجھے افسوس سے کہنا پڑتا ہے۔ کہ ابھی ہمارے دلوں میں کافی تشدد موجود ہے۔ اگر ہم غیر متشدد رہے ہیں۔ تو صرف مصلحت کے طور پر صرف اس لئے کہ ہم میں تشدد کرنے کی طاقت نہیں تھی۔ اگر ہم کو تشدد کے ذریعہ کامیابی کی امید ہوتی تو ہم تشدد کو اختیار کرنے سے احتراز نہ کرتے۔" (ملاپ ۲۹ جولائی)

گاندھی جی کی دھمکی

اس سے جہاں یہ ظاہر ہے کہ گاندھی جی کو اپنے ہی بیان کے مطابق عدم تشدد کی تلقین کرنے میں کہاں تک کامیابی ہوئی اور جن لوگوں نے عدم تشدد کے عقیدہ کو اختیار کیا۔ انہوں نے محض تشدد کرسکنے کی طاقت نہ رکھنے۔ اور اس ذریعہ سے کامیابی کی صورت نظر نہ آنے کی وجہ سے اسے اختیار کیا وہاں یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ اس ناکامی کا اعتراف گاندھی جی نے صرف اس لئے کیا ہے کہ اس طرح حکومت کو مرعوب کیا جائے۔ اور یہ خطرہ بتایا جائے۔ کہ اگر حکومت نے ہندوؤں کے آگے سر تسلیم خم نہ کر دیا۔ تو ناگہانی تشدد کا آتش فشاں پہاڑ پھٹ پڑے گا۔ گویا انہوں نے بھی حکومت کو کھلم کھلا وہی دھمکی دی ہے۔ جو سبھائی پرمانند وغیرہ دے رہے ہیں۔ اور اس طرح ہندو راج قائم کرنے کی کوشش کر رہے ہیں ؛

حکومت کو کیا کرنا چاہیئے

اب سوال یہ ہے۔ کہ کیا حکومت ہندوؤں کی ان دھمکیوں کو کچھ وقعت دے گی۔ اور ان کی خواہشات پوری کرکے جہاں اپنے آپ کو عضو معطل بنائے گی۔ وہاں مسلمانوں کے گلے میں بھی ہندوؤں کی غلامی کا طوق ڈال دے گی۔ اس موقعہ پر حکومت کی ذرا سی کمزوری بھی ہندوؤں کے بے جا حوصلہ کو بڑھانے کا موجب ہوگی۔ اس لئے ضرورت ہے۔ کہ حکومت ان دھمکیوں کی کچھ بھی پروا نہ کرے۔ اور جب ہندوؤں کی طرف سے کوئی امن شکن اور فساد انگیز حرکت سرزد ہو تو پوری قوت سے اس کا انسداد کر دے۔ اس بارے میں مسلمانوں کی امداد پر پورا پورا بھروسہ کیا جاسکتا ہے ؛

ہندوؤں کی تیاریاں

جیسا کہ مندرجہ بالا مضمون سے ظاہر ہے۔ ایک طرف تو ہندو لیڈر حکومت کو فتنہ و فساد پھیلانے۔ اور بدامنی پیدا کرنے کی دھمکیاں دے رہے ہیں۔ اور دوسری طرف ہندو اخبارات ہندوؤں کو مرنے مارنے کی تلقین کر رہے ہیں۔ چنانچہ "پرتاپ" (۱۳ راگست) ہندوؤں کو مخاطب کرکے لکھتا ہے :-

"قسمت کو رونا چھوڑ دو۔ اور اپنی قوت بازو پر وشواش رکھو۔ سمجھو کہ آتما امر (غیر فانی) ہے۔ اور شریر (جسم) ناش وان ہے۔ آتما کسی کے مارے مر نہیں سکتا۔ اور شریر کسی کے بچائے بچ نہیں سکتا۔ شریر کی خاطر آتما کا ہنن نہ کرو۔ لیکن آتما کی خاطر شریر جاتا ہو۔ تو پرواہ نہ کرو۔ جس شریر نے لازمی طور پر جانا ہے۔ اس کے جانے پر رومت۔ بلکہ اسے اپنے دھرم۔ اپنے دیش اور اپنی جاتی کی راہ میں قربان کرنے کے لئے تیار رہو۔"

لیکن ہندوؤں کو معلوم ہونا چاہیئے۔ اگر اس نیت اور ارادہ سے وہ کھڑے ہونگے۔ تو ان کو اس کا مزا چکھانے کے بھی سامان مہیا ہو جائیں گے ؛

دیوی داس گاندھی کی سزایابی

گاندھی جی نے جب ساری دنیا میں تہلکہ مچا دینے والا پروگرام شروع کرتے ہوئے سابرمتی آشرم کی کئی سالہ تربیت یافتہ فوج کے ساتھ موضع راس کی طرف کوچ کا ارادہ کیا۔ تو چونکہ اس کا نتیجہ ظاہر تھا۔ اور وہ یہ کہ حکومت اس کی اجازت نہ دے گی بلکہ گرفتار کرکے جیلخانہ میں ڈال دے گی۔ اس لئے گاندھی جی کے صاحبزادہ دیوی داس۔ نے ان کا ساتھ دینے سے انکار کرتے ہوئے اعلان کر دیا۔ کہ وہ دہلی میں سیاسیات سے علیحدہ ہو کر اپنی پرائیویٹ زندگی بسر کریں گے۔ اور اس کے بعد دہلی روانہ ہو گئے۔ مگر جب چیف کمشنر دہلی نے انہیں دہلی کی حدود میں داخل ہونے سے روک دیا۔ تو انہوں نے بذریعہ تحریر یہ یقین دلانے کی کوشش کی۔ کہ "میں یہاں تحریک سول نافرمانی میں حصہ لینے کے لئے نہیں آیا۔ بلکہ پرائیویٹ زندگی بسر کرنے کے لئے آیا ہوں۔ میرا ارادہ فی الحال تحریک سول نافرمانی میں حصہ لینے کا نہیں ہے۔" لیکن اس عذر کو قبول نہ کیا گیا۔ اور انہیں گرفتار کرکے چھ ماہ قید کی سزا دے دی گئی ؛

ہمارے نزدیک دیوی داس جی جب گاندھی جی کے پروگرام سے علیحدگی اختیار کرکے آرہے تھے۔ اور انہوں نے تحریری طور پر سول نافرمانی سے دوبارہ کر پرائیویٹ زندگی بسر کرنے کا اقرار کر لیا تھا۔ تو انہیں موقعہ دینا چاہیئے تھا۔ کہ پرائیویٹ زندگی بسر کرسکتے۔ اس طرح وہ گاندھی جی کی تحریک سول نافرمانی کی ناکامی کا مجسم ثبوت ہوتے۔

شرمناک واقعہ

حال میں بمبئی کی یہ خبر اخبارات میں شائع ہوئی ہے۔ کہ آزمیدان بمبئی میں ایک جھولے پر ایک ۱۴/۱۵ سالہ خوبصورت لڑکی بیٹھی تھی۔ کہ اس کو دیکھنے کے لئے لوگ جمع ہونا شروع ہو گئے۔ اور تھوڑی ہی دیر میں بہت بڑا ہجوم ہو گیا۔ لڑکی نے جب ان لوگوں کی نظارہ بازی۔ اور بے ہودہ مذاق سے تنگ آکر ہجوم کی نظروں سے پوشیدہ ہونا چاہا۔ تو اس کے لئے جھولے سے اترنا۔ اور پھر آگے چلنا دشوار ہو گیا۔ آخر پولیس کو اطلاع پہنچی۔ تو ۷۔ ۸ سارجنٹ موقعہ پر پہنچ گئے۔ اور انہوں نے مجمع کو چیر کر لڑکی کو باہر نکالا اور اسے گھر روانہ کر دیا ؛

عورتوں کی بے پردگی کے حامیوں۔ اور ان کو کھلے بندوں عام مجمعوں میں شریک ہونے کی اجازت دینے والوں کو اس شرمناک واقعہ سے عبرت حاصل کرنی چاہیئے ؛

انفرادی سول نافرمانی اور پنجاب

یوں تو گاندھی جی کی از سر نو جاری کردہ سول نافرمانی ہر جگہ ہی کس مپرسی کی حالت میں پڑی ہے۔ لیکن پنجاب میں اس کا کوئی نام لیوا بھی نہیں پایا جاتا۔ حتیٰ کہ آل انڈیا کانگرس کمیٹی کے ممبر بلکہ سابق پریذیڈنٹ بھی بالکل خاموش بیٹھے ہیں۔ نہ رضاکاروں کے جتھے نظر آتے ہیں۔ نہ کوئی جلسہ کیا جاتا ہے اور نہ کوئی شور و شر برپا کیا جا رہا ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے۔ کہ پنجاب میں سول نافرمانی کا ہمیشہ کے لئے خاتمہ ہو چکا ہے درحقیقت سول نافرمانی نے عوام کو جس قدر نقصان پہنچایا ہے۔ وہ انہیں مدت العمر نہیں بھول سکتا۔ اور اب مشکل ہے۔ کہ وہ نئے سرے سے آزمودہ را آزمودن کے لئے تیار ہوں ؛

احمدیت کے خلاف ”سیاست“ کا سلسلۂ مضامین

(۳)

سید حبیب صاحب کی دوسری دلیل کی حقیقت

جناب سید حبیب صاحب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے (نعوذ باللہ) کاذب ہونے کی دوسری دلیل بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:۔

”بعثت خاتم النبیین کے زمانہ میں کفار نے حضرت امی لقب (فداہ ابی وامی) پر جو الزام لگائے ان میں آپ کو ساحر۔ کاہن۔ مجنون اور شاعر بھی کہا گیا۔ خداوند محمدؐ نے ان سب الزامات کی بڑے زور سے تردید کی۔ اور الزام شاعری کی تردید میں قدرے زیادہ زور سے کام لیا ہے۔ میرا ایمان ہے۔ کہ حضور شافع المذنبین کے دین کی تجدید کے لئے اگر کوئی مرسل آئے۔ تو وہ جس طرح مجنون کاہن۔ ساحر نہیں ہوسکتا۔ اسی طرح شاعر بھی نہیں ہوسکتا۔ لیکن میں دیکھتا ہوں۔ کہ مرزا صاحب نے شاعری کے میدان میں بھی جلوہ نمائی کی ہے۔ اور ان کی نثر کی طرح ان کی شاعری بھی نہایت مبتذل ہے۔ خواہ وہ شاعری اردو کی ہو یا فارسی کی۔ سارا کلام اس کا نمونہ ہے“ (قسط چہارم)

بلا ثبوت دعوے

اگر سید صاحب اسی قدر کہنے پر اکتفا کرتے۔ کہ اللہ تعالےٰ نے قرآن مجید میں نبی کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے کاہن۔ مجنون ساحر اور شاعر ہونے کی پر زور تردید کی ہے۔ تو یہ درست تھا۔ مگر آپ نے اسی پر بس نہ کرتے ہوئے یہ لکھنا بھی ضروری سمجھا ہے کہ دوسرے الزامات کی تردید کی نسبت خدا تعالےٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے الزام شاعری کی تردید میں قدرے زیادہ زور سے کام لیا ہے۔ حالانکہ یہ قطعاً خلاف واقعہ ہے تعجب ہے۔ سید صاحب عموماً ابہام اور اجمال سے کام لیتے ہیں۔ ایک وسیع سلسلۂ مضامین لکھتے ہوئے آپ کا فرض تھا۔ کہ جو بات لکھتے۔ اس کے ہر پہلو کو دلائل اور نصوص سے پایۂ ثبوت تک پہنچا تے۔ مگر حال یہ ہے۔ کہ دعوے تو بکثرت ہیں۔ لیکن ثبوت موجود نہیں۔ سید صاحب ہی انصاف فرمائیں۔ یہ بھی کوئی محققانہ طریق ہے۔ کہ آپ نے یہ تو لکھ دیا۔ کہ ”مرزا صاحب نے شاعری میں بھی جلوہ نمائی کی ہے۔ اور ان کی نثر کی طرح ان کی شاعری بھی نہایت مبتذل ہے۔ خواہ وہ شاعری اردو کی ہو۔ یا فارسی کی۔ مگر آپ نے اس کا کوئی ثبوت پیش نہیں کیا۔ پھر اس سے بھی بڑھ کر حیرانی کا باعث یہ امر ہے۔ کہ آپ نے یہ تو فرما دیا۔ کہ قرآن مجید میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے دوسرے الزامات کی نسبت شاعری کے الزام کی تردید میں زیادہ زور سے کام لیا گیا ہے۔ مگر اس کے ثبوت میں ایک آیت بھی لکھنے کی تکلیف گوارا نہیں فرمائی۔

شعر کن معنوں میں منافی نبوت ہے

سید صاحب کا یہ استدلال بھی چونکہ ذاتی نہیں۔ بلکہ دوسروں کی تقلید میں ہے۔ اس لئے اس جگہ میں اسی آیت پر بحث کرونگا جس سے عموماً ہمارے مخالفین یہ استدلال کیا کرتے ہیں۔ کہ شعر کہنا نبوت کے منافی ہے۔ اور وہ یہ ہے۔ وما علمناہ الشعر وما ینبغی لہٗ ان ھو الا ذکرٌ وقراٰنٌ مبین۔ (سورۂ یٰس ع ۵) یعنے نہیں سکھایا ہم نے اس (نبیؐ) کو شعر اور نہ ہی وہ (شعر) اس کے شایان شان ہے نہیں ہے وہ مگر نصیحت اور قرآن کھلا۔ اس آیت سے غیر احمدی علماء یہ استدلال کرتے ہیں کہ جب کفار عرب نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو شاعر ہونے کا الزام دیا۔ اور انہوں نے قرآن مجید کو شعر قرار دیا۔ تو اللہ تعالےٰ نے ان کے الزام کی تردید کرتے ہوئے فرمایا۔ کہ شعر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی شان کے شایاں نہیں۔ نیز قرآن شعر نہیں ہوسکتا یہ نصیحت ہے۔ لہذا معلوم ہوا۔ کہ نبی شاعر نہیں ہوسکتا۔ مذکورہ بالا استدلال میں اتنی بات تو بالکل درست ہے۔ کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے شعر کی نفی کی گئی ہے۔ اور شعر نبوت کے منافی ہے۔ لیکن آیت میں شعر کو جن معنوں کے اعتبار سے نبوت کے منافی قرار دیا گیا ہے۔ اسے سمجھنے میں ہمارے دوستوں کو غلطی لگی ہے۔ لفظ شعر کے عربی زبان میں دو معنے ہیں۔ اول کلام منظوم۔ دوئم کذب اور جھوٹ۔ ہمارے نزدیک محولہ بالا آیت میں جس شعر کی آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے نفی کی گئی ہے۔ وہ کذب اور جھوٹ کے معنوں میں آیا ہے۔ اور اس سے ہر رنگ کا کلام منظوم مراد لینا کئی وجوہ سے باطل ہے۔

منظوم کلام اور نصیحت

پہلی وجہ اس آیت پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ اس میں جس شعر کی نبی کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے نفی کی گئی ہے وہ نصیحت کے منافی ہے۔ کیونکہ فرمایا۔ ہم نے اس کو شعر نہیں سکھایا اور قرآن مجید تو ایک نصیحت ہے۔ گویا نصیحت اور شعر دو متضاد چیزیں ہیں۔ جو ایک جگہ جمع نہیں ہوسکتیں۔ اب دیکھنا یہ ہے۔ کہ کیا منظوم کلام نصیحت کے منافی ہے؟ جب ہم اس سوال پر غور کرتے ہیں۔ تو معلوم ہوتا ہے کہ منظوم کلام نصیحت کے منافی نہیں۔ کیونکہ اول تو خود قرآن مجید نے سورہ الشعراء کے آخری رکوع میں گندے شعرا کی مذمت کرتے ہوئے الا الذین اٰمنوا وعملوا الصٰلحٰت وذکروا اللہ کثیراً فرما کر خدا یاد اور مومن شعراء کو مستثنیٰ کر دیا اور یہ ظاہر ہے۔ کہ گندے شعراء کے مقابلہ میں مومن شعراء کی تعریف اسی صورت میں صحیح ہوسکتی ہے۔ جب مؤخر الذکر گروہ پاکیزہ اور ناصحانہ شعر کہیں۔ دوئم آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا ان من الشعر لحکمۃ یعنے بعض اشعار میں حکمت اور دانائی ہوتی ہے۔ نیز فرمایا۔ احسن کلمۃ قالھا الشاعر کلمۃ لبید

الا کل شیئٍ ما خلا اللہ باطل
وکل نعیم لا محالۃ زائل

یعنے شاعرانہ کلام میں سب سے اعلیٰ لبید کا یہ شعر ہے۔ الا کل شیئٍ الخ جس کا ترجمہ یہ ہے۔ تمام چیزیں سوائے خدا کے بے حقیقت ہیں۔ اور دنیا کی تمام نعماء لا محالہ فانی ہیں۔ پس مذکورہ بالا قرآنی آیت اور نبوی ارشادات سے ظاہر ہے۔ کہ بعض اوقات شعر میں پاکیزہ خیالات بلکہ قرآنی مضامین کو بیان کیا جاتا ہے۔ اور ہمارا مشاہدہ بھی اس کی تائید کرتا ہے۔ کہ شعر میں خدا تعالےٰ اور اس کے دین اور رسول کی بھی تعریف کی جاتی ہے۔ جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور دیگر روحانی شعراء کے کلام سے عیاں ہے۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے تو اپنی شاعری کے متعلق وضاحت سے فرما دیا

کچھ شعر و شاعری سے اپنا نہیں تعلق
اس ڈھب سے کوئی سمجھے بس مدعا یہی ہے

پس معلوم ہوا۔ کہ منظوم کلام نصیحت کے منافی نہیں۔ لہذا آیت میں جس شعر کی آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی ذات سے نفی کی گئی ہے۔ اس سے مراد منظوم کلام نہیں ہوسکتا۔

شاعر کا درجہ کفار کی نگاہ میں

دوسری وجہ یہ ہے۔ جیسا کہ قبل ازیں بیان کیا جا چکا ہے اس آیت کا شان نزول اس طرح ہے۔ کہ کفار عرب نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو شاعر کا الزام دیا۔ اور خدا تعالےٰ نے ان کی تردید میں فرمایا۔ وما علمناہ الشعر الآیہ یعنے ہمارا رسول شاعر نہیں۔ اور یہ ظاہر ہے۔ کہ شعر کے جس مفہوم کا کفار آنحضورؐ کو الزام دیتے تھے۔ اسی کی آیت میں نفی اور تردید کی گئی ہے۔ اب یہ معلوم کرنے کے لئے کہ وہ کن معنوں میں آپ کو شاعر کہتے تھے۔ یہ جاننا ضروری ہے۔ کہ نظم کہنا ان کے نزدیک ایک نہایت اعلیٰ

کمال سمجھا جاتا تھا۔ اور اس وجہ سے وہ شاعر کو نہایت تعظیم اور عزت کی نگاہ سے دیکھتے تھے۔ اس لئے عقلاً یہ درست نہیں ہو سکتا۔ کہ وہ دشمنی سے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ایسا درجہ دیتے تھے۔ جو ان کی نظر میں نہایت اعلےٰ کمال تھا۔

رسول کریمؐ اور منظوم کلام

تیسری وجہ یہ ہے۔ کہ اگر یہ تسلیم کر لیا جائے۔ کہ آیت میں جس شعر کی آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات سے نفی کی گئی ہے اس سے مراد ہر قسم کا منظوم کلام ہے تو یہ ایک خلاف واقعہ امر ہوگا۔ کیونکہ احادیث میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بعض مواقع پر کلام منظوم ارشاد فرمانے کا ذکر موجود ہے۔ مثلاً

اَنَا النَّبِیُّ لَا کَذِبْ - اَنَا ابْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبْ

یعنی میں نبی ہوں۔ اس میں کوئی جھوٹ نہیں۔ میں عبد المطلب کا بیٹا ہوں ایک موقعہ پر اپنی انگلی کو مخاطب کر کے فرمایا

اِنْ اَنْتِ اِلَّا اِصْبَعٌ دُمِیْتِ - وَفِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ مَا لَقِیْتِ

نہیں ہے تو مگر ایک انگلی جسے زخم آیا ہے۔ اور تجھے خدا کے رستہ میں تکلیف پہنچی ہے۔ (بخاری کتاب المغازی)

اوزان شعر پر آیات قرآنی

اسی طرح قرآن مجید کی بھی بہت سی آیات مختلف اوزان شعر پر آئی ہیں۔ چنانچہ علامہ سعد الدین تفتازانی کی کتاب شرح المقاصد جلد ۲ صہ ۱۳۵ میں قرآن مجید کی مندرجہ ذیل آیات کو اوزان شعر کے مطابق ظاہر کیا گیا ہے۔ بحر طویل فَمَنْ شَاءَ فَلْیُؤْمِنْ وَمَنْ شَاءَ فَلْیَکْفُرْ۔ بحر مدید۔ وَاصْنَعِ الْفُلْکَ بِاَعْیُنِنَا۔ بحر بسیط لِیَقْضِیَ اللّٰہُ اَمْرًا کَانَ مَفْعُوْلًا۔ بحر وافر۔ وَیُخْزِھِمْ وَیَنْصُرْکُمْ عَلَیْھِمْ وَیَشْفِ صُدُوْرَ قَوْمٍ مُؤْمِنِیْنَ۔ بحر کامل وَاللّٰہُ یَھْدِیْ مَنْ یَّشَاءُ اِلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ بحر ہزج۔ تَاللّٰہِ لَقَدْ اٰثَرَکَ اللّٰہُ عَلَیْنَا۔ بحر رجز۔ وَدَانِیَۃً عَلَیْھِمْ ظِلٰلُھَا وَذُلِّلَتْ قُطُوْفُھَا تَذْلِیْلًا۔ بحر رمل وَجِفَانٍ کَالْجَوَابِ وَقُدُوْرٍ رّٰسِیٰتٍ بحر سریع قَالَ فَمَا خَطْبُکُمْ یَا سَامِرِیُّ۔ بحر منسرح اِنَّا خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنْ نُّطْفَۃٍ۔ بحر خفیف اَرَاَیْتَ الَّذِیْ یُکَذِّبُ بِالدِّیْنِ فَذٰلِکَ الَّذِیْ یَدُعُّ الْیَتِیْمَ۔ بحر مضارع یَوْمَ التَّنَادِ یَوْمَ تُوَلُّوْنَ مُدْبِرِیْنَ بحر مقتضب فِیْ قُلُوْبِھِمْ مَّرَضٌ بحر مجتث مُطَّوِّعِیْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ فِی الصَّدَقٰتِ بحر متقارب وَاُمْلِیْ لَھُمْ اِنَّ کَیْدِیْ مَتِیْنٌ۔ بحر رمل مسدس مقصور ثُمَّ اَقْرَرْتُمْ وَاَنْتُمْ تَشْھَدُوْنَ ثُمَّ اَنْتُمْ ھٰؤُلَاءِ تَقْتُلُوْنَ علامہ محمد بک دیاب مصری نے بھی اپنی کتاب تاریخ ادب اللغۃ العربیہ جلد اول صہ ۶۲ پر اس موضوع پر مفصل بحث کی ہے اور قرآن مجید کی اور بھی بہت سی آیات کا جو اوزان شعر پر آئی ہیں۔ ذکر کیا ہے۔ اب اگر آیت ما علمناہ الشعر میں کلام منظوم کی نفی کی گئی ہے تو قرآن مجید کی مذکورہ بالا آیات اور نبی کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرمودہ اشعار کی موجودگی میں ایک معترض علیٰ سبیل الالزام کہہ سکتا ہے۔ کہ قرآن مجید میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی ذات اور قرآن مجید سے شعر کی جو نفی کی گئی ہے۔ وہ خلاف واقعہ ہے (نعوذ باللہ) اور علامہ سعد الدین تفتازانی نے خود اس بات کا ذکر کیا ہے۔ کہ ان آیات کو پیش کر کے قرآن مجید پر۔ آیت وما علمناہ الشعر کے ان معنوں کی رو سے کہ اس میں شعر سے مراد کلام منظوم ہے۔ مخالفین اسلام نے اعتراض کیا ہے۔ وہ مفسرین جو شعر کے لفظ سے ہر قسم کا کلام منظوم مراد لیتے ہیں۔ اس اعتراض کا یہ جواب دیتے ہیں۔ کہ شعر کی تعریف میں یہ بات بھی شامل ہے۔ کہ اس میں وزن مقصود ہو۔ لیکن آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اشعار اور قرآن مجید کی ان آیات میں جو اوزان شعر پر آئی ہیں۔ چونکہ وزن مقصود نہیں۔ بلکہ اتفاقی ہے اس لئے ان پر شعر کے لفظ کا اطلاق نہیں ہو سکتا۔ مگر ظاہر ہے۔ کہ یہ جواب ایک معترض مخالف کے لئے باعث تسکین نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ وہ کہہ سکتا ہے۔ اس بات کا کیا ثبوت ہے۔ کہ ان میں وزن مقصود نہیں۔ نیز یہ امر بھی محل غور و بحث ہے۔ کہ آیا خدا تعالےٰ کے متعلق یہ کہا جا سکتا ہے۔ کہ اس سے فلاں فعل قصداً نہیں بلکہ اتفاقاً سرزد ہوا۔ یہ اعتراض غیر احمدیوں کے معنوں کی رو سے قرآن مجید پر پڑتا ہے۔ لیکن اگر آیت میں نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم اور قرآن مجید سے شعر کی نفی سے کذب کی نفی مراد لی جائے تو مطلب بالکل واضح ہو جاتا ہے۔ اور کسی مخالف کے لئے اعتراض کی کوئی گنجائش نہیں رہتی ؛

پاکیزہ شعر کا اثر

چوتھی وجہ یہ ہے۔ کہ اصطلاحی معنوں میں پاکیزہ شعر کہنا عقلاً کوئی معیوب امر نہیں۔ بلکہ یہ بھی ایک خداداد اعلےٰ قابلیت ہے۔ جس سے دنیا میں بہت سے اچھے اور دینی کام سرانجام دیئے جا سکتے ہیں۔ پھر اسے نبوت کے منافی کیسے قرار دیا جا سکتا ہے اس سوال پر جب اس حقیقت کی روشنی میں غور کیا جائے۔ کہ خود سرور کائنات علیہ السلام نے منظوم کلام ارشاد فرمایا۔ دوسروں کو کہنے کا حکم دیا۔ ان کے اشعار سے تمثل فرمایا۔ اور اشعار سنکر داد بھی دی۔ تو یہ مسئلہ اور بھی زیادہ واضح ہو جاتا ہے۔

رسول کریمؐ کو شاعر کہنے سے کفار کی مراد

اصل بات یہ ہے۔ کہ قرآن مجید کے کلام کی اعجازی تاثیر کو دیکھ کر کفار نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو شاعر کہا۔ اور ایسا کہنے سے ان کی مراد یہ تھی۔ کہ جسطرح شعر موثر پیرایہ میں بیان کیا جاتا ہے۔ اور اسے سنکر سامعین متاثر ہوتے ہیں۔ اسی طرح یہ کلام بھی باوجود جھوٹا ہونے کے موثر اور دلکش ہے۔ چنانچہ خواجہ الطاف حسین صاحب حالی مقدمہ شعر و شاعری کے صہ ۲۶ پر لکھتے ہیں۔ "جو شخص معمولی آدمیوں سے بڑھ کر کوئی موثر اور دلکش تقریر کرتا تھا۔ اس کو شاعر جانتے تھے۔ جاہلیت کی قدیم شاعری میں زیادہ تر اسی قسم کے اور دلآویز فقرے اور مثلیں پائی جاتی ہیں جو عرب کی عام بول سے فوقیت اور امتیاز رکھتی تھیں۔ یہی سبب تھا۔ کہ جب قریش نے قرآن مجید کی نرالی اور عجیب عبارت سنی۔ تو جنہوں نے اس کو کلام الٰہی نہ مانا۔ وہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو شاعر کہنے لگے"

اسی طرح تاج العروس اور مفردات راغب میں جو لغت کی نہایت مستند اور اعلیٰ پایہ کی کتابیں مانی جاتی ہیں۔ لفظ شعر کی بحث میں لکھا ہے۔ "قولہ تعالےٰ عن الکفار بل ھو شاعر حملہ کثیر من المفسرین علی انھم رموہ بکونہ اٰتیا بشعر منظوم مقفی حتی تاولوا ما جاء فی القراٰن من کلام یشبہ الوزن من وجفان کالجواب وقدور راسیات وقال بعض المحصلین لم یقصدوا ھذا المقصد فیما رموہ بہ وذالک انہ ظاھر من ھذا انہ لیس علی اسالیب الشعر ولیس یخفی ذالک علی الاغتام من العجم فضلاً عن بلغاء العرب وانما رموہ بالشعر لما عرف بہ من الکذب والشاعر الکاذب حتی سموا الادلۃ الکاذبۃ الادلۃ الشعریۃ ولھذا قال فی وصف عامۃ الشعراء والشعراء یتبعھم الغاون الی اٰخر السورۃ ولکون الشعر مقر الکذب قیل احسن الشعر اکذبہ" یعنی قرآن مجید میں جو کفار کا آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نسبت یہ قول آیا ہے۔ کہ یہ شاعر ہے اس کے معنی بہت سے مفسرین نے یہ کئے ہیں۔ کہ وہ آپ کو شعر منظوم و مقفیٰ کہنے کا الزام دیتے تھے۔ اور اس وجہ سے ان مفسرین نے قرآن مجید کی ان آیات کی جو اوزان شعر میں سے کسی وزن پر آئی ہیں مثلاً آیت وجفان کالجواب وقدور راسیات تاویلیں کی ہیں لیکن بعض علماء نے کہا ہے۔ کہ کفار کی مراد آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو شاعر کا الزام دینے سے یہ نہ تھی۔ کہ وہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو منظوم و مقفیٰ کلام کہنے والا قرار دیتے تھے۔ کیونکہ یہ بات قرآن مجید سے ظاہر ہے کہ وہ اسالیب شعر پر نہیں ہے۔ اور یہ حقیقت تو معمولی عجمی لوگوں پر بھی پوشیدہ نہیں۔ چہ جائیکہ عرب کے بلیغ اسے سمجھ نہ سکیں۔ پس ان کا آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر شعر کا الزام کذب اور جھوٹ کے معنوں میں تھا۔ اور آپ کو شاعر کہنے سے انکی مراد کاذب تھی۔ انہوں نے جھوٹی دلیلوں کو شعری دلائل سے تعبیر کیا۔ اسی لئے قرآن مجید میں آیا ہے۔ والشعراء یتبعھم الغاون الی اٰخر السورۃ اور اس وجہ سے بھی انہوں نے قرآن مجید کو شعر کہا۔ کہ شعر میں جھوٹ بیان ہوتا ہے چنانچہ مشہور ہے کہ سب سے اعلیٰ شعر وہ ہے جس میں سب سے زیادہ کذب بیانی سے کام لیا گیا ہو۔ پھر کلیات ابو البقاء میں شعر پر بحث کرتے ہوئے لکھا ہے "والشعر فی القراٰن عبارۃ عن الکذب بالطبع۔۔۔۔ وانما رموہ بالشعر حتی قالوا بل ھو شاعر یعنون انہ کاذب لا انہ اتی بشعر منظوم مقفی" یعنے قرآن مجید میں جو شاعر کا لفظ آیا ہے۔ اس سے مراد کاذب ہے اور نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو شعر کا الزام دینے سے کفار کی مراد کاذب سے تھی

130

تاریخ اسلام

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا عہد خلافت

خلیفہ ثالث

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے وصال کے بعد اللہ تعالےٰ نے جس مقدس وجود کو امت محمدیہ کو ایک سلک میں منسلک رکھنے کے لئے تخت خلافت پر متمکن فرمایا۔ وہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ ہیں۔ آپ کے زمانہ میں بھی اسلام نے ترقی کی۔ فتوحات میں اضافہ ہوا۔ جا بجا اسلامی ڈنکا بجنے لگا۔ اور اسلامی شان و شوکت ایران۔ مصر اور افریقہ وغیرہ ممالک میں جلوہ نما ہوئی۔ اہم اصلاحات کا نفاذ ہوا۔ بہت سے مفید کام سر انجام پائے۔ اور مسلمانوں کی عظمت و ہیبت میں عظیم القدر افزونی ہوئی۔ مگر افسوس ہے۔ مسلمانوں نے اس عہد کی برکات کو دیکھتے ہوئے اللہ تعالےٰ کی اس عظیم الشان نعمت کی قدر نہ کی۔ جسکا نتیجہ ان کے لئے بہت افسوسناک ہوا۔

نام و لقب

آپ کا اسم گرامی عثمان بن عفان اور لقب ذی النورین تھا۔ جو اس وجہ سے ہوا۔ کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کی دو صاحبزادیاں یکے بعد دیگرے آپ کے نکاح میں آئیں۔ پہلے حضرت رقیہ رضؓ سے آپ کی شادی ہوئی۔ اور جب جنگ بدر کے دن وہ وفات پاگئیں۔ تو رسول کریم صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم نے اپنی دوسری بیٹی حضرت ام کلثوم رضؓ کی شادی آپ سے کردی۔ یہ بھی سنہ ۹ھ میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں ہی انتقال فرماگئیں۔ ابن عساکر سے روایت ہے۔ کہ اپنی دوسری بیٹی کی وفات پر رسول کریم صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا۔ اگر میری چالیس بیٹیاں ہوتیں۔ تو میں ان سب کی شادی یکے بعد دیگرے عثمان رضؓ کے ساتھ کردیتا۔ اس سے معلوم ہوسکتا ہے۔ کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کے نزدیک آپ کی کیا قدر و منزلت تھی۔ علماء کا قول ہے۔ کہ سوائے حضرت عثمان رضؓ کے اور کوئی شخص دنیا میں ایسا نہیں گزرا جس کے نکاح میں کسی نبی کی دو بیٹیاں آئی ہوں۔

کنیت

زمانہ جاہلیت میں آپ کی کنیت ابو عمرو تھی مگر جب آپ مشرف باسلام ہوئے۔ اور رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی حضرت رقیہ رضؓ کے بطن سے آپ کے ہاں حضرت عبد اللہ پیدا ہوئے تو آپ نے اپنی کنیت بدل کر ابو عبد اللہ اختیار فرمائی۔ اکثر لوگ آپ کو ابو عبد اللہ کہکر پکارتے گو بعض لوگ ابو عمرو بھی کہہ دیا کرتے تھے۔ آپ قریش میں نہایت عالی نسب تھے۔ ماں اور باپ دونوں کی طرف سے قریشی تھے۔ اور قوم قریش میں سے منجملہ نامی قبیلوں کے آپ خاندان بنو امیہ کی طرف منسوب ہوتے۔ اور اموی کہلاتے تھے۔

پدری اور مادری نسب نامہ

آپ کا پدری نسب نامہ یہ ہے۔ عثمان بن عفان بن ابو العاص بن امیہ بن عبد شمس بن عبد مناف بن قصی بن کلاب بن مرہ بن کعب بن لوئی بن غالب۔ عبد مناف آنحضرت صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کے دادا عبد المطلب کے دادا کا نام ہے۔ حضرت عثمان کی والدہ کا نام اروی بنت کریز تھا۔ اور ان کا نسب نامہ یہ ہے۔ اروی بنت کریز بن ربیعہ بن حبیب بن عبد شمس بن عبد مناف اروی کی والدہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے والد عبد اللہ بن عبد المطلب کی حقیقی بہن اور آنحضرت صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کی پھوپھی تھیں۔ اس نسب نامہ کے لحاظ سے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ باپ کی طرف سے چوتھی پشت میں اور ماں کی جانب سے دوسری پشت میں آنحضرت صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم سے ملتے ہیں۔ کیونکہ آپ رسول کریم صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کی پھوپھی زاد بہن کے بیٹے تھے۔

سن ولادت

حضرت عثمان رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے سن ولادت میں اختلاف ہے۔ ابن خلدون کی روایت کے مطابق معتبر قول یہ ہے۔ کہ آپ عام الفیل کے چھٹے برس مکہ مکرمہ میں پیدا ہوئے۔ اور چونکہ رسول کریم صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کی ولادت واقعہ اصحاب الفیل کے پچپن روز بعد ہوئی۔ اس لحاظ سے حضرت عثمان رضی اللہ تعالےٰ عنہ رسول کریم صلے سے چھ سال سے کچھ کم چھوٹے تھے۔

حلیہ مبارک

آپ میانہ قدر رکھتے تھے۔ مگر ایسا جو مائل بدرازی ہو۔ کاسۂ سر متوسط تھا۔ اور سر پر بال زیادہ تھے۔ ڈاڑھی گھنی تھی۔ جسے سفید ہونے پر حنا سے رنگین رکھتے۔ چہرہ نہایت خوبصورت تھا۔ جس پر کسی قدر چیچک کے خفیف داغ تھے۔ آپ کے بازو مضبوط سینہ فراخ۔ پنڈلیاں بھری ہوئی۔ اور اعضا متناسب تھے رنگ سفید تھا۔ جس میں سرخی جھلکتی تھی۔ ہاتھ لمبے تھے جسم پر بال تھے۔ سر کے بال گھونگریالے تھے۔ اور کنپٹی کے بال بہت نیچے تک آئے ہوئے تھے۔ دانت بہت خوبصورت۔ اعضاء بھاری اور سڈول۔ ایک روایت میں آتا ہے۔ جبریل نے ایک دفعہ رسول کریم صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم سے عرض کیا۔ اگر آپ کو ایک ایسا شخص دیکھنا منظور ہو۔ جو حضرت یوسف علیہ السلام کے ہمشکل ہے تو آپ عثمان رضؓ کو دیکھ لیں۔ ابن عدی حضرت عائشہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا سے روایت کرتے ہیں۔ کہ جب رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنی بیٹی حضرت ام کلثوم رضؓ کا نکاح حضرت عثمان رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے کیا۔ تو آپ نے فرمایا۔ اے ام کلثوم تمہارے شوہر صورت شکل میں تمہارے دادا حضرت ابراہیم علیہ السلام اور تمہارے باپ (محمد صلے اللہ علیہ وسلم) سے مشابہت رکھتے ہیں

اسلام سے قبل کی حالت

آپ کے بچپن کے حالات کسی تاریخ میں نمایاں طور پر نظر نہیں آتے۔ یہ صرف آپ کے متعلق ہی نہیں۔ بلکہ عہد رسالت کے اکثر نامور ان اسلام کے بچپن کے حالات بہت کم دستیاب ہوتے ہیں۔ ہاں اس قدر ضرور معلوم ہوتا ہے۔ کہ آپ دستور عرب کے مطابق بچپن میں اونٹ چرایا کرتے تھے۔ اور اونٹ چرانا عرب میں کوئی عیب نہ سمجھا جاتا۔ بلکہ بڑے بڑے سرداروں کے لڑکے یہ کام کرتے تھے۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ جب سن شعور کو پہنچے تو آپ نے معمولی تعلیم جو اس زمانہ میں رائج تھی۔ پائی۔ اور حسب دستور زمانہ لکھنے پڑھنے میں کچھ مہارت حاصل کرلی۔ آپ کی یہ بھی ایک خصوصیت ہے۔ کہ آپ نے زمانہ جاہلیت میں بھی کبھی شراب وغیرہ کو ہاتھ نہ لگایا۔ عہد جاہلیت میں بھی لوگ آپ کی سخاوت سے ہمیشہ فیضیاب ہوتے رہتے تھے۔ آپ ہر سال حج کرتے۔ منیٰ میں اپنا خیمہ نصب کراتے۔ اور جب تک حجاج کو کھانا نہ کھلا لیتے اپنے خیمہ میں واپس نہ لوٹتے۔ یہ وسیع دعوت صرف اپنی جیب خاص سے کرتے۔ غرض عہد جاہلیت میں بھی آپ امرائے مکہ اور شرفاء عرب میں شمار ہوتے تھے۔

قبول اسلام

حضرت عثمان رضی اللہ تعالےٰ قریباً تیس سال کی عمر کے تھے۔ جب آپ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی تبلیغ سے متاثر ہوکر اسلام قبول کیا۔ آپ سابقون الاولون میں ہیں۔ اور حضرت خدیجہ رضؓ۔ حضرت ابوبکر رضؓ۔ حضرت علی رضؓ۔ اور حضرت زید بن حارثہ رضؓ کے بعد جو لوگ ایمان لائے ان میں سے پہلا نام آپ کا ہی لیا جاتا ہے۔ آپ عشرہ مبشرہ میں سے ہیں۔ یعنی ان دس صحابہ میں سے جنہیں رسول کریم صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم نے اسی دنیا میں جنت کی بشارت دی تھی۔ روایت ہے۔ کہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالےٰ عنہ اور حضرت طلحہ رضؓ بغرض تجارت شام کی طرف گئے ہوئے تھے جب واپس آئے تو اس وقت رسول کریم صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم دعویٰ نبوت پیش فرماچکے تھے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالےٰ عنہ ان دونوں کو رسول کریم صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کے پاس لے گئے۔ آپ نے قرآن مجید کی چند آیات سنائیں۔ دین اسلام کی خوبیاں بیان فرمائیں۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا۔ کہ یہ دونوں مشرف باسلام ہوگئے۔ حضرت عثمان رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے اسی وقت اپنا ایک رؤیا سنایا۔ جو سفر شام سے واپسی کے وقت انہوں نے دیکھا تھا۔ اور جس میں ایک نبی کی بعثت کی خبر اور اس کو قبول کرنے کی دعوت دی گئی تھی۔

چچا کی ایذاء رسانی

حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے داخلِ اسلام ہونے کی خبر جب ان کے چچا حکم بن العاص کو پہنچی۔ تو وہ سخت ناراض ہؤا۔ اس نے پہلے تو ڈرایا اور دھمکایا مگر جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ پر ان باتوں کا کوئی اثر نہ ہؤا۔ تو آپ کے پاؤں میں ایک آہنی زنجیر جو بہت بھاری تھی ڈال دی۔ پھر بہت کچھ سمجھایا اور کہا کہ اگر اپنے آبائی مذہب پر آجاؤ۔ تو تمہاری پہلی سی عزت کرونگا۔ مگر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ چونکہ سچے دل سے داخلِ اسلام ہوئے تھے۔ اس لئے آپ نے فرمایا۔ اگر میرا سر بھی تن خاکی سے جدا کر دیا جائے تو میرا یہ جسم بے جان محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے آستانہ پر ہی پڑا رہیگا اور اگر مجھے جلا دیا جائے تو وہ راکھ اس کوچہ میں بگولا کے ذریعہ پہنچیگی جب چچا نے دیکھا کہ یہ کسی طرح بھی اسلام چھوڑنے کے لئے تیار نہیں تو اس نے آپ کو چھوڑ دیا۔ اور حضرت عثمانؓ بلا مزاحمت رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت بابرکت میں آتے اور آپ کی صحبت سے مستفیض ہوتے رہے۔

حبشہ اور مدینہ کی طرف ہجرت

مکہ مکرمہ میں جب مشرکین کی طرف سے ایذا رسانی انتہار کو پہنچ گئی۔ تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مسلمان حبشہ کی طرف ہجرت کر جائیں۔ چنانچہ رجب ۵ نبوی میں گیارہ مرد اور چار عورتوں نے ہجرت کی۔ ان میں حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور آپ کی بیوی حضرت رقیہ بنت رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی شامل تھیں۔ حبشہ سے واپسی پر آپ نے مدینہ کی طرف ہجرت کی۔ یہی وجہ ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ذوالہجرتین یعنی دو ہجرتوں والا کہا جاتا ہے۔

فضائل عثمانی رضؓ

حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عہد خلافت پر تفصیلی روشنی ڈالنے سے پہلے مناسب معلوم ہوتا ہے۔ کہ آپ کی کثیر التعداد خوبیوں میں سے بعض کا کسی قدر تفصیل سے ذکر کر دیا جائے تا معلوم ہو کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وفات کے بعد اللہ تعالیٰ نے جس شخص کو خلافت کے لئے منتخب فرمایا۔ وہ اپنے فضائل باطنی اور کمالات روحانی کے لحاظ سے ہر طرح اس منصب کا اہل تھا۔ اس امر کا ذکر اس لئے بھی ضروری ہے کہ آپ کے عہد میں جو فتن رونما ہوئے انکی وجہ سے بعض مؤرخین نے نہایت غلطی سے یہ نتیجہ نکالا ہے کہ گویا حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ خلافت کے اہل نہیں تھے۔ اور آپکی کمزوری کی وجہ سے فساد رونما ہوئے مگر چونکہ یہ نہ صرف آپ پر بلکہ اللہ تعالیٰ کے انتخاب پر بھی حملہ ہے اس لئے آئندہ اقساط میں پہلے فضائل عثمانی رضؓ بیان کر کے آپ کے کمالات کا اظہار کیا جائے گا۔ اور اس کے بعد عہد خلافت کے واقعات پیش کئے جائیں گے۔ وباللہ التوفیق

تحقیق الادیان

کیا سوامی دیانند اپنے مشن میں کامیاب ہوئے

مذہبی ریفارمروں کی زندگیوں کا مطالعہ کرنے والے اس حقیقت سے ناآشنا نہیں۔ کہ کوئی ریفارمر سوامی دیانند سے زیادہ ناکام نہیں ہؤا۔ اس زمانہ میں مذاہب کی باہم کشمکش اور زندہ رہنے کے لئے جدوجہد کے پیش نظر آریہ سماجی بے شک اپنے سوامی کے مناقب و فضائل اور ان کی کامیابی کی داستانیں بیان کرتے رہتے ہیں۔ لیکن حقیقت آخر حقیقت ہی ہے۔ اور کسی فرد یا گروہ کی مبالغہ آرائی یا چرب زبانی حقائق پر پردہ نہیں ڈال سکتی

سوامی دیانند کے ہندو جاتی پر احسان

آریہ اخبار "پرکاش" ۶ راگست نے "ہندو جاتی پر سوامی دیانند کے اپکار" کے عنوان سے ایک مضمون شائع کیا ہے جس میں لکھا ہے۔

"سوامی دیانند نے ہندو جاتی میں ایک نئی زندگی پیدا کر دی۔ اس نے ہندو جاتی کے اندر ایک نئی روح پھونک دی۔ سوامی دیانند کا سندیش عالمگیر اخوت کا تھا۔ اس نے اچھوتوں کے لئے زبردست آواز اٹھائی۔ اس نے کہا کہ اچھوت ہمارے بھائی ہیں۔ کوئی آدمی جنم سے شودر یا براہمن نہیں ہو سکتا۔ . . . . . سوامی دیانند دیا کا پتلا تھا۔ وہ اپنے پہلو میں ایک دردمند دل رکھتا تھا۔ اس کے دل میں نشیہ ماتر کے لئے پریم تھا۔ یتیموں کی بے بسی اور ودھواؤں کی بے بسی کو وہ اپنی آنکھوں سے نہیں دیکھ سکتا تھا . . . . . ہندو جاتی کی ادھوگتی کا کارن ہندو جاتی میں ودھواؤں کا وجود تھا۔ اس سے بڑھ کر ظلم اور اتیاچار اور کیا ہو سکتا تھا۔ . . . . آج ہندو ودھوائیں ہزاروں گھرانے آباد کر رہی ہیں . . . . . آریہ سماج ہندوستان میں خاص کر پنجاب میں ایک شکتی مانی جاتی ہے۔ اس کے اندر جیون ہے۔ زندگی ہے۔ اور یکسانیت و یکجہتی کا بھاؤ ہے۔ . . . . . سوامی دیانند نے فرمایا کہ سب ہندوؤں کو ویدوں پر وشواس لانا چاہیئے" وغیرہ وغیرہ

خوش فہمی

یہ جو کچھ کہا گیا ہے۔ محض خوش فہمی ہے۔ اور سوامی دیانند کی طرف ایسی ایسی باتیں منسوب کی گئی ہیں۔ جو خود آریہ سماجیوں کو بھی مسلم نہیں ہم آریہ سماج کے مسلمہ "نیتاؤں" اور اس کے اخبارات کے حوالہ جات سے دکھائیں گے۔ کہ مندرجہ بالا تحریر محض خوش عقیدگی اور اندھا دھند ثنا خوانی کا نتیجہ ہے۔ ورنہ اس میں صداقت کا شائبہ تک نہیں۔

ہندوؤں میں نئی زندگی اور نئی روح

پرکاش کے مضمون نگار کا دعویٰ ہے۔ کہ "سوامی دیانند نے ہندو جاتی میں ایک نئی زندگی پیدا کر دی"۔ اور اس کے اندر ایک نئی روح پھونک دی ہے۔ آریہ سماج کے اندر جیون ہے۔ زندگی ہے۔ مگر حقیقت یہ ہے۔ کہ عام ہندو جاتی تو سوامی دیانند جی کو ہندو بھی نہیں سمجھتی۔ باقی رہ گئی آریہ سماج۔ سو اس کے اندر جو "نئی زندگی" اور "نئی روح" ہے۔ وہ بھی ظاہر ہے۔ اور اس کا اظہار خود ذمہ دار آریہ صاحبان کرتے رہتے ہیں۔ چنانچہ آریہ سماج کے مشہور مناظر مہاشہ چرنجی لال پریم لکھتے ہیں۔ "مجھے چونکہ باہر سماجوں میں جانے کا موقعہ ملتا رہتا ہے۔ اس لئے ان کی اوستھا کو دیکھ کر سخت رنج اور قلق ہوتا ہے۔ کئی سماجوں پر تالے لگ چکے ہیں۔ کئی نیم مردہ حالت میں سسک رہی ہیں" (آریہ ویر ۱۴ر دسمبر ۱۹۳۱ء)

پرتی ندی سبھا کا آرگن "آریہ گزٹ" ۲۴ نومبر ۱۹۲۹ء لکھتا ہے۔ "ویدک دھرم آریوں کا پرلوک دھرم نہیں رہا . . . . ویدک دھرم کا سرِت سوکھ رہا ہے" وغیرہ

اس قسم کی متعدد تحریرات پیش کی جا سکتی ہیں۔ لیکن چونکہ گنجائش نہیں۔ اس لئے انہی پر اکتفا کیا جاتا ہے۔ انہی سے اس زندگی۔ جیون اور نئی روح کا پتہ لگ سکتا ہے۔ جو سوامی دیانند نے ہندو جاتی میں پھونک دی ہے؟

سوامی دیانند اور ورن آشرم

ہندو جاتی پر سوامی جی کا یہ بھی اپکار بتایا گیا ہے۔ کہ آپ نے چھوت چھات کو مٹایا۔ اور یہ اپدیش دیا۔ کہ "کوئی آدمی جنم سے شودر یا برہمن نہیں ہو سکتا۔ بلکہ شودر یا برہمن اپنے اعمال سے بنتا ہے" تعلیم تو واقعی قابل قدر ہے۔ اور بہت ہی اچھا ہوتا اگر سوامی جی نے فی الواقع اسے پیش کیا ہوتا لیکن حقیقت یہ ہے کہ یہ محض سوامی جی کی بے جا تعریف ہے جو ان کی تعلیم کو نظر انداز کر کے کی گئی ہے۔ ورنہ واقف کار آریہ قطعاً یہ کہنے کے لئے تیار نہیں۔ چنانچہ پنڈت ٹھاکر دت صاحب شرما موجد امرت دھارا جو آریہ سماج میں خاص طور پر شہرت رکھتے ہیں۔ اور آریہ سماج کے سرکردہ لوگوں میں سے ہیں۔ ان کی تحقیق یہ ہے۔ کہ "سوامی جی کا یہ منشا تھا کہ ورن آشرم دھرم ہندوستان سے گم نہ ہو۔ یہ ہمیشہ ہی قائم رہے۔ وواہ شادی اپنے ہی ورن میں ہونی چاہیئے"۔ (پرتاپ یکم دسمبر ۱۹۳۱ء) گویا سوامی جی کا یہ منشاء تھا۔ کہ برہمن

مراسلات

ڈیرہ دون میں جناب مفتی محمد صادق صاحب کے لیکچر

حضرت مفتی محمد صادق صاحب نے ڈیرہ دون میں روز سینما ہال میں زیر صدارت جناب اظہر محمد خان صاحب آنریری مجسٹریٹ دو لیکچر یکے بعد دیگرے ۱۲،۱۳ ر اگست ۱۹۳۳ء کو دیئے۔ ایک اردو میں اور دوسرا انگریزی میں۔ اردو لیکچر میں آپ نے انگلستان اور امریکہ کے دلچسپ تبلیغی حالات بیان فرمائے۔ سامعین بہت محظوظ ہوئے۔ اور اچھا اثر لے کر گئے۔ دوسرا لیکچر انگریزی میں "یونی ورسل برادر ہوڈ" پر دیا۔ اس میں چند یورپین لیڈیز اور جنٹلمین بھی شریک ہوئے۔ حضرت مفتی صاحب نے قرآن مجید سے نیز احادیث رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے بدلائل واقعات پیش کر کے ثابت فرمایا۔ کہ حقیقی اخوت اسلام ہی سکھلاتا ہے۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا اسوہ حسنہ ایسے دلکش طریقہ سے پیش فرمایا۔ کہ سامعین بہت محظوظ ہوئے۔

(خاکسار خواجہ غلام نبی جنرل سکرٹری انجمن احمدیہ ڈیرہ دون)

بارہ اشخاص کی قبولیت احمدیت

مولوی دل محمد صاحب مولوی فاضل نے تحصیل حافظ آباد کے مواضعات۔ پنڈی بھٹیاں۔ بھاکا بھٹیاں۔ پریم کوٹ۔ پیر کوٹ کوٹ تارڑ۔ مانگٹ اونچے۔ اور حافظ آباد خاص کا دورہ کیا۔ مختلف جگہوں پر ۱۵ درس قرآن کریم اور ۱۴ لیکچر ہوئے۔ خدا کے فضل سے ۱۲۔ اشخاص سلسلہ عالیہ احمدیہ میں داخل ہوئے۔ اللہ تعالے استقامت بخشے۔ موضع پنڈی بھٹیاں میں صداقت اسلام پر ۱½ گھنٹہ تقریر ہوئی۔ تقریر کا انتظام غیر احمدیوں نے کیا۔ اور انجمن اصلاح المسلمین کے پریذیڈنٹ صاحب صدر جلسہ مقرر ہوئے تقریر کے بعد ایک آریہ نے متعدد سوال کئے۔ جن کے مسکت جواب دیئے گئے۔ مناظرہ کے لئے بھی کہا گیا لیکن جب ہم ان کی سبھا میں پہنچے تو صاف انکار کر دیا۔ موضع جید کے اور پیر کوٹ میں چار تقریریں ہوئیں۔ اور ایک شخص نے بیعت کی۔ موضع بھاکا بھٹیاں میں چونکہ مناظرہ حسب رضامندی فریقین ملتوی کیا گیا تھا۔ اس لئے انفرادی تبلیغ کی گئی۔ اور خدا تعالے کے فضل سے آٹھ اشخاص سلسلہ میں داخل ہوئے۔ پریم کوٹ اور مانگٹ اونچے میں صداقت حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر مؤثر تقریریں ہوئیں۔ دیگر مختلف دیہات میں تین اشخاص سلسلہ میں داخل ہوئے۔ اللہ تعالے سب کو استقامت بخشے۔

خاکسار

مرزا محمد شریف بیگ نائب مہتمم تبلیغ گوجرانوالہ

ایک احمدی نوجوان کی علمی ترقی

موضع بگول قادیان سے چند میل کے فاصلے پر ہے۔ وہاں ایک احمدی ہیں چوہدری محمد اسمٰعیل صاحب۔ ان کے لڑکے عبداللہ نام کی علمی ترقی سن کر احباب جماعت بہت خوش ہوں گے۔

آپ نے خاکسار کے والد ماجد سے استفاضہ کر کے مولوی عالم کا امتحان پاس کیا۔ پھر اسی سلسلہ کو جاری رکھتے ہوئے مولوی فاضل میں اچھے نمبروں پر کامیاب ہوئے۔ چونکہ مولوی عبداللہ صاحب کو تبلیغ اور تحصیل علوم کا بہت شوق تھا۔ اس لئے اخراجات تعلیمی وغیرہ کی کمی اور ضرورت ان کی ترقی کی سد راہ نہیں ہوئی۔ بلکہ آپ توکل علی اللہ بنارس کی جانب سنسکرت پڑھنے چلے گئے اب معلوم ہوا ہے۔ کہ آپ نے کابیہ تیرتھ (شاستری) کا اعلیٰ امتحان پاس کر لیا ہے۔ گویا آٹھ سال کی پڑھائی تین سال میں پوری کر لی۔ اب آپ ویدوں کے پڑھنے میں مشغول ہیں۔ احباب کرام دعا فرمائیں۔ کہ خدا تعالے اس نوجوان کی ہمت میں برکت دے اور اسلام و احمدیت کی خدمت میں فراغ خاطر مشغول ہونے کی توفیق بخشے۔ (اکمل قادیان)

ضلع مظفر گڑھ میں شیعوں کا فرار

علی پور ضلع مظفر گڑھ میں ہر سال ایک مذہبی میلا ہوا کرتا ہے۔ شیعہ اور سنی بڑے شد و مد سے اس موقعہ پر جلسے منعقد کر کے احمدیت کے خلاف بے ہودہ گوئی کرتے ہیں۔ اس سال ان کے مقابلہ میں مبایعین و غیر مبایعین نے مشترکہ انتظام کیا۔ شیعہ انجمن کے سکرٹری اور صدر جلسہ نے کئی بار چیلنج مناظرہ دیا غیر مبایعین کی طرف سے مولوی عصمت اللہ صاحب اور مولوی احمدیار صاحب بلائے گئے۔ لیکن جب قادیان سے حافظ مبارک احمد صاحب اور مولوی محمد شریف صاحب پہنچے۔ اور میدان مناظرہ میں جا کر شرائط اور مضامین مناظرہ کے تصفیہ کے لئے کہا۔ تو شیعوں نے پولیس میں یہ رپورٹ دے کر مباحثہ سے فرار اختیار کیا۔ کہ احمدیوں نے ہمارے جلسہ میں مداخلت بے جا کی ہے۔ اور ہمیں نقص امن کا خطرہ ہے۔ اسپر تھانیدار صاحب نے مناظرہ کرنے سے ہمارے علماء کو روکنا چاہا۔ مگر مولوی حافظ مبارک احمد صاحب نے کہا۔ آپ کا فرض حفظ امن ہے۔ آپ ہمیں مناظرہ سے نہ روکیں ہر چند اصرار کیا گیا۔ مگر تھانے دار صاحب نے ایک نہ مانی۔ اس طرح شیعوں نے مخلصی حاصل کی۔ (حاجی موسیٰ احمدی از علی پور)

لنکا میں تبلیغ احمدیت

عاجز یکم جولائی سے لیکر ۱۴ر جولائی تک شہر کولمبو میں مقیم رہا۔ بعدہ نظارت دعوۃ و تبلیغ کے ارشاد کی تعمیل میں کالی کٹ چلا آیا۔ کولمبو میں دو تقریریں ہوئیں۔ ایک مولود کی غرض اور اس کی حقیقت پر اور دوسری آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی سوانح زندگی اور حضور کے شمائل محمودہ پر سامعین تقریروں کے سننے سے ازحد خوش ہوئے عرصہ زیر رپورٹ میں کولمبو میں انصار اللہ کو نوٹ لکھانے اور انجمن میں درس دینے کے علاوہ مختلف اجتماع کے موقعوں پر ٹامل اور گجراتی زبان کے ٹریکٹ تقسیم کئے گئے۔ اور اخبار میں شائع کرنے کے لئے میں نے مختلف موضوعوں پر پانچ مضامین لکھے جنہیں ہمارے احباب بہت پسندیدگی کی نظر سے پڑھتے رہے ہیں۔ لوگوں کے کانوں تک پیغام حق پہنچانے کے لئے کولمبو میں لیکچر سے زیادہ کار آمد مضامین کی اشاعت ہے۔ اللہ تعالےٰ کے فضل سے اس ماہ میں تین احباب بیعت کر کے سلسلہ حقہ میں داخل ہوئے۔ جن میں سے دو کولمبو کے باشندے ہیں۔ اور ایک کنانور کے۔ کولمبو سے کوئی بیس میل جنوب کی طرف الکاکم نام ایک قصبہ ہے۔ ماضی قریب میں اللہ تعالے نے وہاں چار احباب کو بیعت کر کے سلسلہ میں داخل ہونے کی توفیق عطا فرمائی ہے۔ اب وہ قصبہ احمدیت کے خلاف سخت ہیجانی حالت میں ہے۔ اور ان غریبوں کو تختۂ مظالم بنایا جا رہا ہے۔ بعض اور دوست بھی احمدیت کی طرف مائل ہیں۔ ۱۴ر جولائی کی شام کو کولمبو سے روانہ ہو کر ڈنڈی گل۔ بینگاڑی۔ کنانور ہوتے ۲۱ر جولائی کو میں کالی کٹ میں پہنچا۔ سارے مالابار میں اس وقت کالی کٹ کا شہر احمدیت کی مخالفت میں پیش پیش ہے۔ اخباروں اور ٹریکٹوں کے ذریعہ ایک طرف اور تقریروں اور زبانی گفتگو کے ذریعہ دوسری طرف احمدیت کی تردید میں مخالفین خوب زور لگا رہے ہیں۔ احمدیوں کو آزادی کے ساتھ بازاروں میں چلنا دشوار ہو رہا ہے۔ گالی استہزا اور آوازے کسنا تو تھا ہی اب اس سے بھی آگے قدم بڑھا کر مارنے پیٹنے کی دھمکی دی جا رہی ہے۔ مسلم اخباروں کے ہر پرچہ میں احمدیت کے خلاف مضمون شائع ہوتے ہیں۔ جلسے کر کے ان میں مختلف پیرایوں میں حق کو باطل ثابت کرنے کی سر توڑ کوشش کی جاتی ہے۔ یہاں پہنچتے ہی ایک مشہور مولوی سے جس کی مدد کیلئے کئی اور مولوی حاضر تھے۔ ماتسکوہ دماصلیو کا پر میرا دو دن مباحثہ ہوا۔ اور خدا کے فضل سے ہمیں کھلی کامیابی نصیب ہوئی۔ اللہ تعالے کے فضل سے کالی کٹ میں کم و بیش بیس افراد کو پرائیویٹ تبلیغ کی گئی۔ اور ہر روز مغرب کے بعد رات کے بارہ بجے تک دوستوں میں بیٹھ کر مختلف مسائل پر گفتگو کرتا رہتا ہوں۔ سامعین میں احمدی اور غیر احمدی دونوں شامل ہوتے ہیں۔ تمام احمدی احباب سے کالی کٹ کی غریب اور مختصر جماعت کے لئے جو نہایت طاقتور مخالفین کی چیرہ دستیوں میں پھنسی ہوئی ہے۔ دعا فرمانے کے واسطے درخواست کرتا ہوں؛ (خاکسار عبیداللہ مالاباری از کالی کٹ (مالابار))

وصیتیں

۳۶۱۵ :- منکہ عزیزۃ الرحمٰن زوجہ قاضی عبدالرحمٰن قوم سید عمر ۱۶ سال پیدائشی احمدی ساکن قادیان ڈاکخانہ خاص تحصیل بٹالہ ضلع گورداسپور بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج مورخہ ۱/۳/۳۲ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔

میری جائداد اس وقت ایک ہزار روپیہ کی ہے۔ اس میں میں حق مہر -/۵۰۰ اور زیور -/۴۳۰ ظروف -/۷۰ شامل ہیں اس کے سوا میری جائداد اس وقت اور کچھ نہیں۔ اس کے آٹھویں حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی ہوں اگر میری وفات کے وقت میری اور کوئی جائداد ثابت ہو۔ تو اس کے بھی آٹھویں حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ العبد:- عزیزۃ الرحمٰن بقلم خود

گواہ شد:- عطا محمد محرر دعوت و تبلیغ

گواہ شد:- قاضی عبدالرحمٰن محرر نظارت اعلیٰ

۳۳۷۹ :- میں محمود شاہ ولد سید رحمت علی شاہ قوم سید عمر ۵۲ سال بیعت ۱۹۰۶ء ساکن کلانور تحصیل بٹالہ ضلع گورداسپور بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۸ دسمبر ۱۹۳۰ء حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔

میری موجودہ جائداد حسب ذیل ہے دو مکان واقع کلانور اندازاً قیمت -/۵۰۰ روپے ہے۔ لیکن میرا گزارہ اس پر نہیں۔ میری ماہوار آمدنی -/۳۰ روپے ہے۔ جس کے ۱/۱۰ حصہ کی میں بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان وصیت کرتا ہوں اور یہ بھی بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان وصیت کرتا ہوں کہ میری جائداد جو بوقت وفات ثابت ہو اس کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی اور اگر میں کوئی روپیہ ایسی جائداد کی قیمت کے طور پر داخل خزانہ کردوں۔ تو اسی قدر رقم اس کی قیمت سے منہا کردی جائے گی۔

العبد:- سید محمود شاہ سکنہ حال چک ۸۷/۶-R ڈاکخانہ ۸۸/۶-R

گواہ شد:- محمد ابراہیم سکرٹری وصایا ننکانہ صاحب

گواہ شد:- محمد شریف وکیل منٹگمری

۳۸۹۴ :- منکہ شاہ محمد ولد چوہدری ودہاوے خاں قوم ڈرائج عمر ۲۴ سال پیدائشی بیعت ساکن محلہ شریف پورہ امرتسر بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج مورخہ ۱۸/۲/۳۲ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔

میری موجودہ جدی زمین موروثی سوا زمین چار بیگہ واقعہ اکبر پورہ تحصیل بٹالہ ضلع گورداسپور ہے۔ جس کا ۱/۵ حصہ میرا ہوگا۔ اور ایک مکان پختہ یک منزلہ واقعہ شریف پورہ امرتسر میرے والد کا ہے میرے والد صاحب زندہ ہیں۔ اگر یہ مکان قائم رہے۔ تو ان کے بعد ۱/۱۱ حصہ کا میں مالک ہونگا۔ اندازۃً کل زمین کی قیمت چار صد روپیہ ہوگی۔ جس میں سے میرا حصہ مبلغ ۸۰ روپیہ ہوتا ہے۔ اور مکان کی قیمت دو ہزار ہوگی۔ جس میں سے تیسرے حصہ میں مبلغ تین صد چونسٹھ روپیہ ہوتے ہیں۔ یعنی زمین اور مکان کے میرے حصہ کی قیمت ۴۴۴ روپے ہوتے ہیں۔ اس جائداد یا میرے مرنے کے بعد اس کے علاوہ جس قدر میری جائداد ثابت ہو۔ اس کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ لیکن میرا گزارہ اس جائداد پر نہیں بلکہ ماہوار آمد پر ہے۔ جو کہ اس وقت مبلغ ۱۴ روپیہ ماہوار ہے۔ میں تا زیست اپنی آمد کا ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہونگا اور یہ بھی وصیت کرتا ہوں کہ میری جائداد جو بوقت وفات ثابت ہو۔ اس کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی اور اگر میں کوئی روپیہ اس جائداد کی قیمت کے طور پر داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کروں۔ تو اس قدر روپیہ اس کی قیمت سے منہا کردیا جائیگا۔ العبد:- شاہ محمد ولد چوہدری ودہاوے خان سکنہ موضع شریف پورہ امرتسر۔ گواہ شد:- دین محمد ڈسپنسر احمدی سول ہسپتال وزیر آباد بقلم خود ۱۸/۲/۳۲ گواہ شد:- فضل الٰہی سیکرٹری جماعت احمدیہ وزیر آباد بقلم خود ۱۸/۲/۳۲

۳۸۹۷ :- منکہ حسن محمد ولد اللہ دتا قوم جٹ سندھو عمر ۵۰ سال تاریخ بیعت جولائی ۱۹۲۲ء ساکن جسو کی ڈاکخانہ چھیورانوالی ضلع گجرات بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج مورخہ ۲۸/۱۲/۳۲ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔

میری موجودہ جائداد بیس بیگھ زمین ہے۔ جس کی موجودہ قیمت پندرہ صد روپیہ ہے۔ اس کا دسواں حصہ جو ایک سو پچاس -/۱۵۰ ہے۔ ادا کر دونگا۔ اگر اپنی زندگی میں ادا نہ کر سکوں۔ تو صدر انجمن احمدیہ قادیان کو میری جائداد مذکور سے وصول کرنے کا حق ہوگا۔ اور اگر میرے مرنیکے بعد کوئی جائداد اس کے علاوہ ثابت ہو۔ تو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ العبد:- حسن محمد ولد اللہ دتہ قوم جٹ سندھو سکنہ جسو کی بقلم خود۔ گواہ شد:- امام الدین احمدی امیر جماعت احمدیہ جسو کی بقلم خود۔ گواہ شد:- سید محمد احمد احمدی درزی سکنہ گوبند پور ضلع گجرات

۳۹۶۵ :- منکہ حاکم بی بی بنت احمد دین قوم حجام ساکن جسو کی ڈاکخانہ چھیورانوالی تحصیل و ضلع گجرات بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج مورخہ ۳۱/۵/۳۲ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔

اس وقت میری جائداد حسب ذیل ہے۔ بالیاں ۷ عدد دس سونے کی قیمت یکصد روپیہ کنٹھہ سونا یکصد روپیہ۔ ۲ عدد پھول قیمت -/۲۰۔ ایک عدد گوکھڑو قیمت -/۵۔ ایک عدد چوڑا چھوٹا قیمت -/۵۔ کل مالیت ۲۳۰ روپیہ اس کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت کرتی ہوں بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان بشرائط بالا کے وعدہ کرتی ہوں۔ کہ اگر میری موت کے بعد میری اور کوئی جائداد ثابت ہو۔ تو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ اگر میں کوئی روپیہ ایسی جائداد کی قیمت کے طور پر داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان وصیت کی مد میں کردوں۔ تو اس قدر روپیہ اس کی قیمت سے منہا کردیا جائیگا۔ العبد:- حاکم بی بی مذکورہ نشان انگوٹھا

گواہ شد:- اکبر علی ولد محمد خان سکنہ سدو کی ضلع گجرات

گواہ شد:- امام الدین ولد حسن محمد امیر جماعت احمدیہ جسو کی۔

۳۷۸۴ :- منکہ عبدالمجید خان ولد میاں محمد خاں قوم افغان پیشہ ملازمت عمر تقریباً ۱/۲ ۵۱ سال تاریخ بیعت ۱۹۰۹ء ساکن کیور تھلہ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج مورخہ ۹/۱۰/۳۲ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔

میری اس وقت حسب ذیل جائداد ہے۔ ایک مکان سکونتی جس میں میری اپنی رہائش ہے۔ اور جس کی قیمت اندازاً دو ہزار روپیہ ہے۔ میرا گزارہ محض تنخواہ پر ہے۔ جو کہ اس وقت ماہانہ ۱۱۱ روپیہ ہے۔ میں تا زیست اپنی ماہوار آمد کا ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا رہونگا۔ اور یہ بھی بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان وصیت کرتا ہوں۔ کہ میری جائداد جو بوقت وفات ثابت ہو۔ اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی اور اگر میں کوئی روپیہ ایسی جائداد کی قیمت کے طور پر داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان وصیت کی مد میں کردوں۔ تو اس قدر روپیہ اس کی قیمت سے منہا کردیا جائے گا۔ فقط الرقوم ۹ اکتوبر ۱۹۳۲ء

العبد:- عبدالمجید خان ریٹائرڈ مجسٹریٹ کپور تھلہ

گواہ شد:- سید محمد علی شاہ انسپکٹر بیت المال۔ گواہ شد:- قاضی صدیق احمد ولد قاضی منظور احمد سکرٹری تبلیغ۔

۳۷۸۲ :- منکہ سماۃ نور بیگم والدہ خان عبدالمجید خان قوم افغان عمر قریباً ۷۰ سال بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج مورخہ ۹/۱۰/۳۲ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔

میری جائداد اس وقت کوئی نہیں۔ اس وقت میری آمد -/۹ روپیہ ماہوار ہے۔ میں تا زیست اپنی ماہوار آمد کا ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی رہونگی۔ میرے مرنیکے وقت میرا جس قدر متروکہ ثابت ہو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ فقط۔ المرقوم۔ العبد:- نشان انگوٹھا موصیہ۔ گواہ شد:- عبدالمجید خان پسر موصیہ

گواہ شد:- سید محمد علی شاہ انسپکٹر بیت المال۔ قادیان

۳۹۶۴ :- منکہ رابعہ بی بی بنت الٰہ دین قوم حجام ساکن جسو کی ڈاکخانہ چھیورانوالی تحصیل و ضلع گجرات بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج مورخہ ۸/۵/۳۲ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔

اس وقت میری موجودہ جائداد حسب ذیل ہے۔ صرف حق مہر یکصد روپیہ اس کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی ہوں۔ بشرائط بالا کے وعدہ کرتی ہوں۔ کہ اگر میری موت کے بعد میری کوئی اور جائداد ثابت ہو۔ تو اس کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ اگر میں کوئی روپیہ ایسی جائداد کی قیمت کے طور پر خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان وصیت کی مد میں داخل کردوں۔ تو اس قدر روپیہ اس کی قیمت سے منہا کردیا جائے گا۔ العبد:- رابعہ بی بی دختر اللہ دین مذکور نشان انگوٹھا۔ گواہ شد:- اکبر علی ولد محمد خان سکنہ سدو کی ضلع گجرات۔ گواہ شد:- امام الدین ولد حسن محمد امیر جماعت جسو کی ضلع گجرات۔

۳۹۶۶ :- منکہ امام بی بی زوجہ اللہ دین قوم حجام ساکن جسو کی ڈاکخانہ چھیورانوالی تحصیل و ضلع گجرات بقائمی ہوش و حواس

بلا جبر و اکراہ آج مورخہ ۸ ۳۳-۴-۸ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ اس وقت میری جائداد حسب ذیل ہے صرف دو عدد بالیاں سونے کی جو مجھے حق مہر میں ملی ہیں۔ قیمت یکصد روپیہ ہے۔ اس کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی ہوں بشرائط بالا کے وعدہ کرتی ہوں کہ اگر میری وفات کے بعد میری اور کوئی جائداد ثابت ہو تو اس کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی اگر میں کوئی روپیہ ایسی جائداد کی قیمت کے طور پر داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان وصیت کی مد میں کردوں۔ تو اس قدر روپیہ اس کی قیمت سے منہا کردیا جائیگا۔ العبد:۔ امام بی بی مذکورہ نشان انگوٹھا
گواہ شد:۔ امام الدین ولد حسن محمد امیر جماعت احمدیہ جبوکی ضلع گجرات۔ گواہ شد:۔ اکبر علی ولد محمد خان ساکن سدوکی ضلع گجرات بقلم خود۔

۳۹۴۸ :۔ منکہ عباس علی شاہ ولد مہر علی شاہ قوم سید عمر ۴۲ سال تاریخ بیعت ۱۴ نومبر ۱۹۲۶ء ساکن عمر کوٹ ڈاکخانہ خاص تحصیل ارجن پور۔ ضلع ڈیرہ غازیخاں بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج مورخہ ۳۳-۳-۵ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری اس وقت کوئی جائداد نہیں میرا گذارہ ماہوار آمد پر ہے جو اس وقت مبلغ ۴۲ روپیہ ہے۔ میں تا زیست اپنی ماہوار آمد کا ۱/۹ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا رہونگا۔ میری وفات پر جتنی جائداد ثابت ہو۔ اس کا ۱/۹ حصہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کا ہوگا۔ العبد:۔ عباس علی شاہ احمدی اصل وطن گڑھی سیداں تحصیل کنٹور ضلع جیکب آباد سندھ۔ گواہ شد:۔ محمد عیسیٰ ولد گل محمد انصاری احمدی ساکن نواب شاہ سندھ
گواہ شد:۔ عبد الحق شاہ احمدی ولد مہر علی شاہ سکنہ عمر کوٹ ضلع ڈیرہ غازی خان

۳۶۱۱ :۔ منکہ شیر محمد ولد محمد عبد اللہ قوم تیلی پیشہ دوکانداری عمر ۳۵ سال تاریخ بیعت ۱۹۲۱ء ساکن بلاچور تحصیل گڑھشنکر ضلع ہوشیارپور بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج مورخہ ۳۳-۲-۱۲ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ اس وقت میری ملکیت ایک خام مکان رہائشی ہے جس کے میں چہارم حصہ کا مالک ہوں۔ مکان کی قیمت دو صد روپیہ ہے۔ میں اپنے حصہ کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت کرتا ہوں۔ کہ میرے مرنیکے بعد ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی اگر میں اپنی زندگی میں حصہ مذکور کی قیمت کا جزو یا تمام داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ مذکور کردوں۔ تو وہ حصہ وصیت سے منہا کیا جائے۔ نیز میرا گذارہ دوکانداری پر ہے۔ میں اپنی ماہوار آمدنی کا بھی ۱/۱۰ حصہ ادا کرتا رہونگا۔ میرے مرنے کے بعد جس قدر جائداد ثابت ہو۔ اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ مذکور ہوگی۔
العبد:۔ شیر محمد مذکور نشان انگوٹھا
گواہ شد:۔ حاجی غلام احمد ولد گامن خان کریام ضلع جالندھر
گواہ شد:۔ غلام جیلانی خان ولد شادی خان سکنہ نیام ضلع ہوشیارپور

ہندوستان اور ممالک غیر کی خبریں

باجوڑ کے علاقہ پر اہل دیہات کو ۲۴ گھنٹہ کا نوٹس دیئے بغیر بم باری ممنوع قرار دیدی گئی ہے۔ شملہ سے ۱۵ راگست کی اطلاع ہے کہ ہوائی جہازوں نے کل صبح جب دیہات پر پرواز کی۔ تو ان پر نہایت کثرت سے فائر کئے گئے۔ ایک ہوائی جہاز کا بازو ٹوٹا۔ اور دوسرے کے پٹرول پائپ کو نقصان پہونچا۔ ہوائی جہاز اس مقابلہ کی وجہ سے جوابی کارروائی نہ کر سکے۔

حکومت سرحد کا ایک سرکاری اعلان مجریہ ۱۵ راگست مظہر ہے کہ علاقہ صدر تھانہ تحصیل پشاور کے اعلان کردہ سرخپوشوں پر ۱۶۵۰ روپیہ جرمانہ کیا جاتا ہے۔ کیونکہ وہ موضع چمنی میں پکٹنگ کرتے رہے ہے۔ نیز ایک سرکاری سڑک پر اپنی طرف سے میلوں کے نشان لگانے کے مرتکب ہوئے۔

والئے بھوپال ۱۴ راگست کی صبح کو بعزم کشمیر بھوپال سے روانہ ہو کر ۱۵ رکو لاہور سے گذرے۔ یہ سفر اغراض صحت کے ماتحت ہے۔ آپ وہاں ڈیڑھ ماہ قیام کریں گے۔

میونچ (جرمنی) سے آمدہ ایک اطلاع مظہر ہے۔ کہ سٹراسبرگ کی میونسپلٹی نے دریائے ڈینیوب کے اس حصہ میں جو اس کی حدود میں ہے یہودیوں کو نہانے کی ممانعت کر دی ہے۔ یہودیوں کی مسکنت قابل عبرت ہے۔

انبالہ سے ۱۴ راگست کی خبر مظہر ہے کہ تیس گھنٹے کی مسلسل بارش کے باعث دریائے ٹانگری میں طغیانی آگئی۔ بازاروں میں دس دس فٹ پانی چڑھ گیا۔ بیکانیر میں بھی شدید بارش سے طغیانی آگئی ہے۔ اور مکانوں و فصلوں کو شدید نقصان پہونچا ہے۔

مسٹر اینے قائمقام صدر کانگرس نے اپنی گرفتاری پر سردار سردول سنگھ کویشر کو کانگرس کا صدر مقرر کیا ہے۔ پہلی بار ڈاکٹر انصاری نے انہیں اپنا جانشین مقرر کیا تھا۔ اور اس کی سزائے قید بھگت کر آپ حال ہی میں جیل سے آئے ہیں۔

امرتسر سے ۱۵ راگست کو پولیس نے ایک سکھ نوجوان کو گرفتار کر کے لاہور کے شاہی قلعہ میں بھیج دیا ہے۔ یہ نوجوان حال ہی میں ماسکو سے آیا ہے۔

احمد آباد سے ۱۵ راگست کی اطلاع ہے کہ کرشن جی کے جنم دن پر ایک مقامی ہوٹل سے "مٹھائی" کھانے کی وجہ سے شہر کے سینکڑوں اشخاص اچانک بیمار ہو گئے۔ اور متعدد گھروں میں تو سب کے سب بیہوش ہو گئے۔ مقامی ڈاکٹروں نے نہایت ہمدردی سے سب مریضوں کا ضروری علاج کیا۔ اس لئے موت کوئی نہیں واقعہ ہوئی۔

گورنمنٹ اسمبلی کے آئندہ اجلاس میں ریزرو بنک بل کو پیش کر کے اسے سیلیکٹ کمیٹی کے سپرد کرنے کی تحریک کرے گی

جرمن گورنمنٹ نے پھانسی پر لٹکائے جانے کا طریق بند کر دیا ہے۔ جن لوگوں کو سزائے موت دی جائیگی۔ آئندہ کلہاڑی کے ساتھ ان کا سر تن سے جدا کر دیا جائے گا۔

لنڈن سے ۱۳ راگست کی خبر ہے کہ برنگٹن میں ایک جلسہ منعقد کر کے بعض لوگوں نے "ایجینیک" نام سے ایک سوسائٹی قائم کی ہے۔ جو بہنوں اور بیٹیوں کے ساتھ شادی کو رواج دے گی۔ ان کا خیال ہے کہ اس طرح آئندہ نسلیں مضبوط ہونگی۔ ان کا دعویٰ ہے کہ قدیم ایام میں اس کا رواج تھا۔

شملہ سے ۱۵ راگست کی خبر ہے کہ حکومت پنجاب نے ڈیڑھ کروڑ روپیہ قرض طلب کیا تھا۔ جو صبح کے وقت شروع ہوا۔ اور ساڑھے گیارہ بجے پورا ہو گیا۔ قرضہ دینے کے لئے جو درخواستیں آئیں۔ وہ ۶ کروڑ کی تھیں۔

ریاست کشمیر نے ایک قانون کے ذریعہ سے حدود ریاست سے مکی کی برآمد برطانوی ہند میں ممنوع قرار دیدی ہے

درہ کوہاٹ سے گذرتے ہوئے پولیس نے ۱۲ راگست کو دو آفریدی گرفتار کئے۔ ان کے اسباب کی تلاشی لینے پر جو خچروں پر لدا ہوا تھا۔ ۱۴ رائفلیں۔ ایک پستول۔ نو ہزار گولیاں۔ ایک بم۔ بارود۔ بم کا مسالہ۔ ڈائنامیٹ اور کارتوس بھرنے کی مشین برآمد ہوئی۔ خیال کیا جاتا ہے کہ یہ اسلحہ جات ہزارہ کی سرحد پر لے جائے جا رہے تھے۔

اسمبلی کے ایک ہندو ممبر نے ایک ریزولیوشن پیش کرنے کا نوٹس دیا ہے۔ جس کا مفاد یہ ہے کہ قانون ترمیم ضابطہ فوجداری میں ایسی تبدیلی کی جائے۔ کہ عورتوں کا اغوا کرنے والوں کو بیدزنی کی سزا دی جا سکے اور ایسے عادی مجرموں کی جائداد ضبط کی جا سکے۔

بنوں اور کوہاٹ کے درمیان ۱۴ راگست کی شام کو ایک ہوائی جہاز موسم کی خرابی کی وجہ سے گر گیا۔ جس کے نتیجہ میں ایک ہوا باز ہلاک اور دوسرا زخمی ہوا۔

دہلی پولیس نے سرکاری خزانوں کو دھوکا دینے کی ایک وسیع سازش کا سراغ لگایا ہے۔ ۱۴ راگست کو اسی سلسلہ میں بہت سے مکانات پر چھاپہ مار کر کئی گرفتاریاں کی گئیں۔

گاندھی جی کے متعلق پونا سے ۱۶ راگست کی خبر ہے کہ انہوں نے اس بنا پر فاقہ کشی شروع کرنے کا ارادہ کیا تھا کہ انہیں اچھوت ادھار کے سلسلہ میں کام کرنے کے لئے وہی مراعات دی جائیں۔ جو نظر بندی کی حالت میں انہیں حاصل تھیں۔ حکومت نے ان کے مطالبہ کو تسلیم کر کے سابقہ مراعات دے دی ہیں۔

دریائے راوی کے کنارے لاہور کے قرب وجوار میں جو دیہات آباد ہیں۔ وہ طغیانی کی وجہ سے سخت خطرہ میں ہیں۔ دریا کے بند ٹوٹ گئے ہیں۔ حکومت نے اہل دیہات کی امداد کے انتظامات کر دئے ہیں۔

ایبٹ آباد کے ہفتہ وار اخبار رشیر سرحد سے دو ہزار روپیہ ضمانت طلب کی گئی ہے۔ کیونکہ اس نے ریاست پھلیرہ کے متعلق بعض شر انگیز مضامین شائع کئے تھے۔

مسٹر اینے سابق صدر کانگرس کو چھ ماہ قید اور اڑھائی صد روپیہ جرمانہ کی سزا دیدی گئی ہے۔ ان کے ساتھ گرفتار ہونے والے گیارہ مردوں کو بھی چھ چھ ماہ قید کی سزا دی گئی ہے دونوں عورتوں کو چھوڑ دیا گیا ہے۔

جرمنی کے ڈکٹیٹر ہر ہٹلر کی موٹر کو جبکہ وہ آسٹریا اور بولیریا کی سرحد پر جا رہا تھا۔ سخت حادثہ پیش آیا۔ جس کی تفصیلات موصول نہیں ہوئیں۔ وہ تو بال بال بچ گیا۔ لیکن اس کی بہن اور بھتیجی کو زخم آئے۔

شملہ سے ۱۶ راگست کی خبر مظہر ہے کہ ریاست الور میں جو انگریزی فوج تعینات کی گئی تھی۔ وہ واپس بلا لی گئی ہے

اسمبلی کے آئندہ اجلاس میں ایک صاحب نے ایک ریزولیوشن پیش کرنے کا نوٹس دیا ہے۔ جس کا مفاد یہ ہے کہ اخبارات میں شائع ہونے والے فحش اور مخرب اخلاق اشتہارات کی اشاعت کو روکنے کے لئے قانون بنایا جائے۔ ایسے اشتہار عام طور پر جاہل ہوتے ہیں۔ اور لوگوں کو لوٹتے ہیں۔

جرمنی سے آمدہ اطلاعات مظہر ہیں کہ نازیوں نے براڈکاسٹنگ کے ذریعہ آسٹریا کے خلاف دوبارہ پروپیگنڈا شروع کر دیا ہے۔ اور آئندہ بھی اسے جاری رکھنے پر مصر ہیں برطانیہ۔ اٹلی اور فرانس نے اس معاملہ کو لیگ اقوام میں پیش کرنے کا نوٹس دیا ہے۔

پشاور سے ۱۵ راگست کی خبر ہے کہ گذشتہ ہفتہ کے دوران میں ضلع پشاور میں قتل کی دس وارداتیں ہوئیں۔

گاندھی جی کے ساتھ موضع راس کو جاتے ہوئے جو ۳۳ والنٹیر گرفتار ہوئے تھے۔ ان سے ایک ایک سو کے مچلکے اور اسی قدر رقم کی ذاتی ضمانت نیک چلنی طلب کی گئی تھی۔ ان کے انکار پر ۱۴ راگست کو انہیں ایک ایک سال قید سخت کی سزا دی گئی۔

عبدالرحمٰن قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھاپا اور قادیان سے ہی شائع کیا۔ ایڈیٹر۔ غلام نبی